الجوہرۃ الکامنہ

فی تحقیق

قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ادارہ معارفِ نعمانیہ
شاد باغ، لاہور پاکستان

حضرت سرورِ کونینؐ[1] کی والدہ معظمہ مکرمہ سیدہ آمنہؓ[2] کے مزارِ مقدس کی تہدیم!!

○

روضۂ قدسِ آمنہ مائی! بہ زعمِ شیطانی جس نے ڈھایا
آہ! یہ ہونا بد اقتدای شۂ اُمم اور ملتِ بیضا
ہوئے ہیں جملہ کبیدہ خاطر از بس اِس پر ہیں رنجیدہ
حکامِ عرب کو اِس پر خوف ہوا نہ دل میں املا
آثارِ اسلاف ہدم ہوں کب؟ یہ زیبا کب؟ یہ اچھا
یاد آ آ کر یہ فعلِ بد روح و رواں کو زبس ہے کھلتا
حساب اِس ہدمی کا ہو! ربِ اکبر! بارِ الہٰا!
عربِ سعودی کا یہ ظلم!
وا حسرتا! بیچینؔ رو لیا!

بیچینؔ رجپوری (بدایونی)
آئی/۲۷ وحدت کالونی لاہور

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

[2] رضی اللہ عنہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجوهرۃ الکامنۃ

فی تحقیق

قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ادارہ معارفِ نعمانیہ

شاد باغ، لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ مطبوعات نمبر 102

نام کتاب	....	الجوہرۃ الکامنہ فی تحقیق قبر آمنہ رضی اللہ عنہا
تصنیف	....	علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی
سن اشاعت	....	1999ء / 1420ھ
صفحات	....	72
ہدیہ	....	دعائے خیر

کتاب حاصل کرنے کے لیے 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں

ناشر

ادارہ معارف نعمانیہ :- 323 شادباغ لاہور

(سبب تالیف)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

ذیقعد کے اواخر میں مندرجہ ذیل خط پہنچا

محترمی و مکرمی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں یہ معروضات اس امید سے پیش کئے جا رہے ہیں کہ آپ عاشقان رسول مقبول آقائے نادار شفیع المذنبین سید الاولین و آخرین آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی صف اول کے علم بردار ہیں اور حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مراتب احترام سے بخوبی واقف ہیں۔

امر واقع یہ ہے کہ یہ حقیر راقم الحروف سید محمد اخلاق اپنے محترم المقام پیر بھائیوں جناب طارق اکرام صاحب اور جناب محمد رحمت اللہ صاحب کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ اس رمضان المبارک میں جب ہم تینوں ہم سفر مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی جانب براستہ مقام بدر' ابوا شریف کے نزدیک سرکار دو عالم ﷺ کی پیاری والدہ ماجدہ سیدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری کی نیت سے پہنچے تو ہم تینوں نے یہ روح فرسا منظر دیکھا کہ۔

۱۔ مزار شریف کی جگہ کو نہ صرف Buldozer سے منہدم کیا جا چکا تھا بلکہ

۲۔ Exacavator استعمال کر کے جگہ کو کئی فٹ گہرائی تک کھود کر تلپٹ کر دیا گیا تھا

۳۔ پہاڑ کی وہ چوٹی جس پر یہ مزار شریف واقع تھا اسے Buldozer سے کاٹ کر پہاڑی کی ایک جانب دھکیل کر گرا دیا گیا تھا۔

۴۔ مزار شریف سے متعلق وہ پتھر جن پر ماضی میں زائرین نے نشان دہی کی نیت سے

سبز رنگ کر دیا تھا، ان میں سے کچھ پہاڑی کی ڈھلوان پر پڑے ہوئے تھے اور کچھ پہاڑ سے نیچے ایک چھوٹی سی ڈھیری کی شکل میں پڑے تھے۔

۵۔ مزار شریف کی نزدیکی چڑھائی کے راستہ میں شیشے توڑ کر ڈال دیئے گئے ہیں اور غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے گئے ہیں۔

اس حالت کو دیکھ کر انتہائی اذیت کرب اور پریشانی کے عالم میں مختصر قیام کر کے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہم جوں ہی پہاڑی سے نیچے اترے تو ایک سعودی حکومتی اہل کار نے ہم سے سخت کلامی کی اور اپنے ساتھ تھانے چلنے کو مجبور کیا یہ موقعہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل صورت حال سے آگاہ فرمانے کا سبب یوں فرمایا کہ معمول کے خلاف تھانہ ہی بند تھا۔ اس پر وہ اہلکار ہمیں مقامی مطوع (حکومتی مذہبی افسر) کے پاس لے گیا اور اس کے سپرد کرتے ہوئے کہنے لگا کہ "اگر مجھے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ نہ جانا ہو تو میں خود ان کو اچھی طرح سبق سکھاتا۔" یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور جو مطوع تھا اس نے تقریباً" آدھ گھنٹہ تک وہابیہ مذہب پر ہمیں لیکچر دیتے ہوئے یوں کہا کہ تم ہندو پاکستان کے رہنے والے۔

۔ قبروں پر چادریں چڑھاتے ہو اور خوشبوئیں ڈالتے ہو اور یہ کہ تم ہندو پاکستان کے رہنے والے بد عقیدہ شرک کرتے ہو اور ہمارے مذہب وہابیہ کا مذاق اڑاتے ہو جبکہ سچا مذہب تو ہمارا وہابیہ ہی ہے جس کے بانی محمد بن عبدالوہاب ہیں جو بہت عظیم تھے۔

۔ اپنی بکواس کو جاری رکھتے ہوئے اس نے مزید یہ کہا کہ تم (نعوذ باللہ) کس کافرہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو وہاں تو اب کچھ بھی نہیں ہے اسے تو ہم کہیں اور لے جا چکے ہیں۔ اور ہمیں وہابیہ مذہب پر کتابچے دیکر یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے چھوڑ دیا کہ "مصیبت یہ ہے کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کہیں تم لوگ اس واقعہ کو اخباروں میں نشر کرو گے اور اگر تم نے تصاویر لی ہیں تو وہ بھی شائع کرو گے بس آئندہ اس طرف رخ مت کرنا یہ کہتے ہوئے ہمیں جانے دیا۔

مطوع (مذہبی اہل کار) کی تمام بکواس سننے کے بعد ہم سکتہ میں آ گئے اور فوراً ہمارے دماغ میں پہاڑی کا منظر دوبارہ اُمڈ آیا اور وہ خدشہ جو ہمیں وہاں محسوس ہوا تھا کہ جب پہاڑی کی چوٹی تین سے چار فٹ گہرائی تک تلپٹ ہو چکی ہے تو لحد مبارک پر کیا بیتی ہو گی یعنی منتقلی یا جسدی نقصان دونوں میں سے اذیت کی جرات انہوں نے کی ہو گی یہ امر اس کی باتوں سے واضح ہو گیا۔

اس دل آزار واقعہ کو من و عن آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپ سے التماس ہے کہ علم شریعت محمدی ﷺ کی رو سے اپنی مذہبی اور علمی بصیرت سے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر قرآن و حدیث کے ساتھ روشنی ڈالئے۔

۱۔ ہر مسلمان کو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے صاحب ایمان ہونے کے بارے میں پختہ یقین ہونا چاہیے۔

۲۔ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی پامالی اور بے حرمتی اور نا معلوم جگہ پر بے دردی سے تبدیلی کا کوئی شرعی جواز نہیں اور یہ کسی طور جائز نہیں۔

۳۔ اس گستاخانہ فعل کے کرنے والے افراد یا ایسا فعل کرنے والے صاحب اقتدار یا اس افسوسناک فعل میں کسی طرح بھی ملوث افراد شریعت کے لحاظ سے نہ صرف قابل مذمت ہیں بلکہ قابل سزا بھی ہیں اور ان سے دوستی رکھنا قطعی جائز نہیں۔

۴۔ سید الشہدا، جنت البقیع شریف، جنت معلی شریف اور حضور ﷺ کے والد ماجد اور دیگر کئی حضرات کے مزارات، موجودہ حکمران اور مذہبی اہلکاروں کے حکم سے شہید کئے جا چکے تھے۔ اب کہ انہوں نے والی کائنات کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک کو بھی بے حرمتی سے شہید کر دیا ہے تو ان سے اس بات کا شدید خدشہ ہے کہ کہیں یہ عناصر حضور ﷺ کے روضہ پر نور کی بھی بے حرمتی نہ کر بیٹھیں (جیسا کہ وہابی مذہب کا بانی اپنی کتابوں میں اس بات کا اظہار کر چکا ہے) اس واقعہ کے

بعد عالم اسلام اور سربراہان عالم اسلام علماء کرام مشائخ عظام' دانشوروں' ادیبوں اور عام مسلمانوں کو فوری حفاظتی اقدامات کرنے لازم ہیں۔

خدارا واقعہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر اپنی تمام تر مصروفیات کو ترک فرما کر بلا تاخیر مندرجہ بالا پہلوؤں کی تصدیق کرتے ہوئے مزید وضاحت فرمائیں اور عملی اقدامات کے لئے راہنمائی فرمائیں۔

خیر اندیش

سید محمد اخلاق

خط پڑھ کر چند آنسو بہائے اور سوائے اس کے ہم کیا کر سکتے ہیں جبکہ نجدی وہابی' فرعون سے دو قدم آگے ہیں سوائے امریکہ کے کسی کو کچھ سمجھتے نہیں۔ اسلامی حکومتیں خود بے حس ہیں بلکہ کالمیت اور نجدی اپنے ظالمانہ عزائم کو آگے بڑھاتے جا رہے ہیں وہ اپنی عادت پر آہستہ آہستہ کام آگے بڑھا رہے ہیں مثلاً" اسی واقعہ قبر آمنہ کو دیکھئے کہ انہوں نے پہلے ایک فتوی جاری کیا جسے فقیر نے من و عن اسی رسالہ میں درج کر کے اس کا رد لکھا ہے جب دیکھا کہ اس فتوے سے لوگ زیارت مزار آمنہ سے باز نہیں آ رہے تو اپنی من بھاتی کاروائی کر دکھلائی اور یہی تجویز ان کی گنبد خضراء کے بارے میں ہے آہستہ آہستہ اس کا سلسلہ بھی جاری ہے چنانچہ چند سال گنبد خضراء کے ہٹانے کا منصوبہ اخبارات میں ظاہر کیا اس پر جب ہر ملک سے احتجاجات ہوئے تو خاموش ہو گئے۔ لیکن باز آنے والے نہیں چند سالوں میں تھوڑی سی حرکت کر دکھلائی ہے کہ گنبد خضراء کو دونوں جانب سے ڈھک دیا گیا ہے اس پر خاموشی طاری ہے پھر دیکھی جائیگی خدا انہیں اس بد ارادہ سے باز رکھے۔

فقیر نے مزار آمنہ کا مواد جمع کر رکھا تھا تو فقیر بے نوا اور تو کچھ نہیں کر سکتا قلمی جہاد سمجھ کر اسے کتابی صورت میں تیار کر لیا۔ طباعت و اشاعت میرے بس سے باہر ہے عزیزم الحاج حافظ محمد فیاض قادری ناظم اعلیٰ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کو خدا تعالی

سلامت رکھے انہوں نے ادارہ کی طرف سے اس کی اشاعت کی حامی بھرلی۔ اور فقیر کی محنت کام آئی۔ الحمد للہ علی ذالک

وما توفیقی الاباللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم۔

مدینے کا بھکاری فقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاول پور پاکستان

۲۹ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

امابعد! حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ نے لکھا کہ امام الازرقی تاریخ مکہ میں کہتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی محمد بن یحیی از عبدالعزیز بن عمران، از ہشام بن عاصم اسلمی، وہ کہتے ہیں کہ جب میں غزوہ احد میں میں نے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی طرف خروج کیا تھا تو ہم مقام ابواء میں اترے تو ہندہ بنت عتبہ نے ابو سفیان حرب سے کہا کاش میں آمنہ والدہ محمد ﷺ کی قبر کو ملیا میٹ کر سکتی! کیونکہ ان کی قبر ابواء میں ہے لہٰذا تم میں سے کوئی بھی ایسا کر کے مجھے خوش کرے میں اس کی ہر خواہش کو پورا کر دوں گی۔ پھر اس کا ذکر ابو سفیان نے قریش سے کیا تو قریش نے کہا ہم پر یہ دروازہ نہ کھولو۔ ورنہ اس وقت بنی بکر ہمارے مردوں کی قبریں کھود ڈالیں گے (مسالک الحفاء للسیوطی)

فائدہ

وہ ہندہ جس نے (بحالت کفر) سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کا کلیجہ چبا ڈالا وہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی مزار کی مٹی اڑانے سے کب باز آنے والی تھی لیکن

اللہ تعالیٰ نے مزار آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہندہ کی دست اندازی سے بچایا لیکن افسوس کہ وہ کام جو اسلام کے بد ترین دشمن نہ کر سکے آج وہ نجدیوں نے بیدردی سے مزار آمنہ کو نہایت ذلیل طریق سے پامال کر دکھایا یہ غزوہ احد ۳ھ میں ہوا اس طرح کا اور بیان فقیر آگے چل کر عرض کرے گا اب نجدیوں کا فتوے ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے قبر آمنہ کو پامال کرنے کو جواز بنایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سماحته الشيخ الوالد , محمد بن صالح العثيمين وفقه الله لكل خير وبعد

السلام عليكم ورحمته الله وبركاته

بعض الناس ينهب لزيارة مكان فى الابواء يزعمون انه مكان قبر ام النبى صلى اللّٰه عليه وآله وسلم ويتوسلون بها وبعضهم يطلب منها كشف الكربات وتنفيس الشدائد واجابته الدعوات وربما اقترن بعملهم نالک اعتقاداً بان ام النبی صلى اللّٰه عليه وآله وسلم قد احياها الله فامنت به ثم متت

والسوال - ماحكم زيارة قبرها- ان صح معرفته مكانه ؟ وهل ماذكر من احيانها و ايمانها صحيح؟ وما حكم بعاء المخلوق و سواله كشف الكربته واجابته الدعاء؟ وهل كون الميت من الانبياء او الصالحين يبيح للانسان بعائه وسواله نرجو يسط الجواب لمسيس الحاجته الى نالک نفع الله بكم

فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو کر مخلص صحابیات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں داخل ہیں سابقہ خطاؤں کے پیش نظر اب ان پر طعن و تشنیع کرنا خود کو جہنم میں دھکیلنا ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف الرفاهيه اویسی غفرلہ

بسم الله الرحمن الرحيم

وعليكم السلام ورحمته الله وبركاته

ان هنا المكان الذى يدعى انه قبر ام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم غير المشهور فى الصابقين وانا كان غير مشهور فى السابقين كان تعينه بعوى من المتاخرين لا بليل عليه فيكون تعيينه من اتباع الظن و الظن لا يعنى من الحق شيئا ويكون الزائرون له على الوجه المنكور فى السوال مخطبئن من وجوه

الاول: انه لم يثبت ان هنا قبرها فيكونون اتبعو اماليس لهم به علم

الثانى: ان زيارته ليست مستحبته ولهنالم يفعل الصحبته وهم اشد حبا منا لرسول الله صلى الله وآله وسلم واقوى اتبا عا لسنته وانما كانت زيارت النبى صلى الله عليه وآله وسلم من باب شفقته الولد لا مه و مع نالک لم يونن له ان يستغفر لها ففى صحيح مسلم عن ابى هريره رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استاء ذنت ابى ان استغفر لا مى فلم ياء نن لى و استاننته ان ازور قبر ها فانن لى

الثالث : ان التوسل بها من باب التوسل الممنوع فان التوسل باموات المسلمين من باب الشرک فكيف التوسل بمن مات قبل البعثته وبمن منع النبى صلى الله عليه وآله وسلم ان يستغفرله

الرابع: ان طلب كشف الكربات من الاموات مشرک اكبر مخرج من ملته الاسلام وهوسفه وضلال قال الله تعالى : اوامن اضل من يدعومن بون الله من لا يستجيب له الى يوم القيامته وهم ان بعا ئهم غافلون و انا حشر الناس كانو لهم اعداء و كانو ابعبادتهم

کافرین وقال (ومن یرغب عن ملته ابراهیم الامن سفه نفسه)

واما اعتقاد ان اما لنبی صلی اللّٰه وآله وسلم احیا ها اللّٰه تعالی فامنت به ثم ما تت فا عتقاد باطل لا اساس له والحدیث المروی فی ذالک موضوع

وکون الا نسان من الا نبیاء اوالصالحین لا یبیح دعاء الناس والنبی والصالح لا یرضی بذالک

محمد صالح العثیمین فی ۱۴۱۴/۴/۱۹ ترجمہ اویسی غفرلہ

سوال بعض لوگ ابواء میں ایک جگہ کو آمنہ کی قبر سمجھ کر زیارت کو جاتے ہیں وہاں توسل کرتے ہیں بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں دکھ درد ٹلتے ہیں اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں اور ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آمنہ کو اللہ نے زندہ کیا اور وہ ایمان لائیں پھر مر گئیں سوال یہ ہے کہ اگر ثابت ہو جائے کہ واقعی یہ قبر آمنہ کی ہے تو کیا اس کی زیارت جائز ہے کیا واقعی وہ زندہ کی گئیں اور ایمان لا کر پھر فوت ہوئیں پھر وہاں دفع مشکلات کے لئے دعا مانگنا جائز ہے کیا وہ جگہ اجابت دعا ہے کیا انبیاء و صالحین کی دعائیں سوال قبول کرا سکتی ہیں (جواب) یہ مکان جہاں قبر آمنہ سمجھی جاتی ہے سابقین نے معین نہیں کی اور بعد کے لوگوں نے بلا دلیل مقرر کرلی ہے لہٰذا زائرین کا یہاں آنا بے سود ہے اور یہاں کی زیارت مستحب بھی نہیں

جبکہ صحابہ سے ثابت نہیں حالانکہ وہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ محب و متبع تھے اگرچہ حضور علیہ السلام یہاں زیارت کے لئے آتے تو وہ بوجہ شفقت مادری کے پھر آپ نے آمنہ کے لئے استغفار کی تو اللہ نے روک دیا باقی رہا توسل وہ جب زندوں کو وسیلہ بنانا شرک ہے مردوں کو تو بطریق اشد شرک ہو اور مردوں سے مشکلات حل کرانا تو شرک اکبر ہے۔ حضور علیہ السلام نے آمنہ کو نہ زندہ کیا نہ وہ ایمان لائی اس بارہ میں جو حدیث مروی ہے وہ موضوع ہے اور نبی ولی نہ کسی کی کوئی

دعا وغیرہ قبول نہیں کرا سکتے۔

فتویٰ کا پس منظر

فقیر ۱۴۱۹ھ میں ابواء شریف چند رفقائے سمیت مزار آمنہ کی حاضری سے فارغ ہوئے تو فوراً ظالم نجدی دستہ نے ہمیں گھیر لیا نہایت سخت اور کرخت لہجہ میں ہمیں ڈانٹا پون گھنٹہ ہمیں جس زجر و توبیخ سے نوازا شاید یہاں ہمارے ہاں بڑے سے بڑے مجرم کو بھی نہیں ڈانٹا جاتا۔ آخر میں فتویٰ مذکور ہمیں دے کر کہا کہ آئندہ آؤ گے تو پھر ہم گرفتار کر کے سخت سے سخت سزا دیں گے۔

فتوے کا خلاصہ اور اس کی تردید بعد کو عرض کروں گا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس امر کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں کی جرات نہ ہوئی ان ظالم نجدیوں نے کیوں جرات کی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان ظالموں کو کسی اسلامی حکومت کا خوف خطرہ نہیں کاش کوئی غیرت مند اسلامی حکومت ان کو ان حرکتوں سے باز رکھ سکے

ابو سفیان بے بس

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے لکھا مدارج النبوت میں واقدی سے منقول ہے کہ جب یہ مشرکین ابواء میں پہنچے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر اطہر ہے تو انہوں نے چاہا کہ حضرت آمنہ کی قبر کو کھود کر ہڈیاں نکال لیں تاکہ اگر بالفرض ہماری عورتیں ان کی قید میں چلی جائیں تو ہم کہیں کہ تمہاری والدہ کی عظام رحیم یعنی قبر کی ہڈیاں ہمارے قبضہ میں ہیں تو وہ لامحالہ اس کے بدلہ میں ہماری عورتوں کو واپس کر دیں گے۔ اور اگر عورتیں ان کی قید میں نہ آئیں تو ہم مال کثیر کے بدلہ میں یہ ہڈیاں ان کے حوالہ کر دیں گے جب انہوں نے ابو سفیان سے اس بارے میں مشورہ کیا تو اس نے ان کی رائے کو بودہ اور کم عقل قرار دیا اور کہا کہ بنو

بکر اور جزاعہ جو کہ محمد ﷺ کے حلیف و دوست ہیں اگر وہ اس بات پر مطلع ہو جائیں گے تو وہ ہمارے مردوں کی تمام قبروں سے ان کی ہڈیاں نکالیں گے (۱۲مدارج النبوت)

ناظرین با تمکین

غور فرمایئے کہ دشمن اسلام آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبراطہر کو مٹانے سے اس لئے ڈر گیا کہ حضور نبی پاک ﷺ کے حلیف آڑے آئیں گے افسوس ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کو آڑانے سے صرف ایک حلیف کا خطرہ ہے لیکن آج اسلام کی دعویدار بیشمار سلطنتیں موجود ہیں کسی سے بھی ظالم نجدی کو خطرہ نہیں اسے یقین ہے کہ جو کچھ کریگا اس سے کون پوچھے گا۔

قبر آمنہ کی پامالی کی داستان

ہمیں دلوں کو تڑپا دینے والی پہاڑوں کو چیر دینے والی اور دماغوں کو جھنجوڑ دینے والی روح فرسا خبر پہنچی کہ سعودی عرب میں مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ابواء پر موجود حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کو نہ صرف Buldozer کی مدد سے منہدم کر دیا گیا ہے بلکہ Excavator کی مدد سے اس جگہ کو کھود دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جس پہاڑ کی چوٹی پر یہ قبر انور موجود تھی اسے کاٹ کر ایک جانب دھکیلا گیا ہے اور زائرین کے دلوں کو تڑپانے کے لیے راستے میں شیشے اور غلاظت کے ڈھیر لگائے گئے ہیں دنیا بھر میں اس خبر نے اہل سنت مسلمانوں کو انتہائی کرب و غم میں مبتلا کر دیا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ حضرت آمنہ کی قبر کی پامالی

نڈر و بے باک نجدی

اس سانحہ عظیمہ پر کوئی کتنا ہی زور لگائے نجدی اپنے کئے پر ندامت کے بجائے اکڑا رہے گا اسلامی سلطنتوں اور کروڑوں مسلمانوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

ایک رکن حکومت شیخ عبدالعزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا کہ نجدی قوم' بدعت اور کفر کے استحصال کو اپنا پہلا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلہ میں وہ دنیاء ے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض (تاریخ نجد و حجاز ص ۳۰۵)

ضد کے پکے

مذہبی لحاظ سے محمد بن عبدالوہاب کو اپنا امام مانتے ہیں اور وہ جملہ اہل اسلام کے نزدیک خارجی مذہب کا پیروکار تھا

حضرت امام شامی رحمتہ اللہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں

کما وقع فی زمانه فی اتباع عبدالوہاب الذین خراجوا ومن معه وتغلبو اعلی الحرمین وکانو اینتحلون منهب الحابلته لکنهم اعتقدو انهم المسلمون و ان من خارج اعتقاهم مشرکون فاستبا حوابزالک قتل اهل السنته وقتل علمائهم حتی کسرالله شوکتهم و حزب بلا بهم و ظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث و ثلثینوما تین والف (روالمحتار ج ۳)

ترجمہ جیسے کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ پر غلبہ کر لیا اپنے آپ کو حنبلی کہلائے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اسی لیے انہوں نے اہل سنت و الجماعت کا قتل جائز سمجھا اور علمائے اہل سنت کو قتل کیا یہاں تک اللہ تعالی نے وہابیوں کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی یہ ۱۲۳۳ھ کا واقعہ ہے۔

(نوٹ) یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ محمد عبدالوہاب نجدی جملہ اہل اسلام کو مشرک کہتا تھا اور اس کا سب سے اولین عزم یہی تھا کہ روضۂ رسول ﷺ صنم اکبر ہے (معاذ اللہ)

اسے ڈھا دینا ضروری ہے اس کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں خدا تعالیٰ وہ دن نہ دکھائے لیکن ان کا عزم و ارادہ یہی ہے۔

نجدی وہابی حکومت کا اصل نشانہ گنبد خضراء

تجربہ کے طور یہ حرکتیں کی جا رہی ہیں جب انہیں مکمل طور مسلمانوں کی بے حسی و بے غیرتی کا یقین ہو جائے گا پھر ان کا اصل نشانہ گنبد خضراء ہے چنانچہ آل سعود کے مذہبی سرپرست شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں شیخ احمد بن علی بصری شافعی لکھتے ہیں۔

"اس کا کہنا تھا اگر مجھے حجرۂ رسول ﷺ پر قبضہ و تصرف کا موقع ملے تو میں اسے ڈھا دوں گا" (عربی سے ترجمہ فصل الخطاب)

نجد و حجاز سے متعلق سید محمد رشید رضا مصری ایڈیٹر المنار مصر نے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر آل سعود اور گنبد خضرا کے تعلق سے عربی میں لکھی گئی عبارت کا ترجمہ یہ ہے "کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ اہل نجد نے حرم نبوی کے قبہ کے اوپر سے سونے کا ہلال اور کرہ اتار لیا تھا اور وہ قبہ بھی گرانا چاہتے تھے لیکن ان کے کارکنوں میں سے ہلال اور کرہ کو اتارنے کے لئے اوپر چڑھنے والے دو آدمی نیچے گر کر مر گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے قبہ کو ڈھانے کا ارادہ ترک کر دیا"

آزمائشی پروگرام

ابھی چند سال پیشتر کی بات ہے کہ جب سعد الحسین کی اس تجویز کا دنیا کو علم ہوا کہ گنبد خضری کو توسیع مسجد نبوی کے موقع پر ڈھا دیا جائے یا مسجد نبوی کی تعمیر ہونے والی بلند و بالا عمارت کے حصار میں لے کر اسے چھپا دیا جائے تو ہندو پاک بنگلہ دیش افغانستان ایران ترکی برطانیہ، عراق، شام، مصر، مراکش وغیرہ کے ہزاروں علماء و فضلاء اور جمہور امت مسلمہ نے اس قیامت آشوب تجویز کے خلاف عالمی پیمانے پر احتجاجات

کئے اپنے اپنے ملک میں سعودی سفیروں سے ملاقاتیں کیں اور زبردست غم و غصہ کا اظہار کیا حتی کہ ترکی پارلیمنٹ نے اس تجویز کے خلاف ایک قرارداد پاس کر کے مسلمانان عالم کے جذبات کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا لیکن شاہ خالد بن عبدالعزیز جو اس وقت حکمران تھے ان کی حکومت نے سعد الحسین کی کوئی سزا دے کر جیل خانہ تک پہنچایا نہ ہی ہفت روزہ الدعوت جس میں یہ تجویز چھپی تھی اس پر کوئی مقدمہ چلایا گیا۔

(نوٹ) ایک بد ارادہ کی تو تکمیل ہو گئی جس کا آج کسی کو احساس تک نہیں وہ ہے گنبد خضراء کو بلند و بالا عمارت چھپا دینا۔ مسجد نبوی کی بالائی تعمیر سے اندازہ لگالیں۔ یاد رہے کہ مزارات کی پامالی اس کا پرانا شیوہ ہے اور وہ اسے دین سمجھتا ہے پرانے دور کی کاروائی سامنے رکھئے چند نمونے حاضر ہیں۔

مدینہ طیبہ کے منہدم مزارات

وفد خلافت کمیٹی نے مدینہ طیبہ کے منہدم مزارات مبارکہ کی جو تفصیلات درج کی ہیں ان کی ایک مختصر فہرست دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ فرمائیں۔

ا مزارات شہزادیان خاندان نبوت بنت رسول حضرت سیدہ فاطمہ بنت رسول، حضرت ام کلثوم بنت رسول، حضرت زینب بنت رسول، حضرت رقیہ، حضرت فاطمہ سغری بنت حضرت امام حسین شہید کربلا۔

ب مزارات ازواج مطہرات

حضرت عائشہ صدیقہ حضرت زینب حضرت حفصہ وغیرہا کل نو ازواج مطہرات کے مزارات

ج مزارات مشاہیر اہل بیت

حضرت امام حسن مجتبی سر مبارک حضرت امام حسین شہید کربلا حضرت امام زین العابدین جگر گوشہ رسول حضرت ابراہیم عم النبی حضرت عباس حضرت امام جعفر صادق حضرت امام محمد باقر۔

د۔ مزارات مشاہیر صحابہ و تابعین۔

حضرت عثمانِ غنی حضرت عثمان بن مظعون حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت امام مالک حضرت امام نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(ص ۸۰ تا ۸۹ رپورٹ خلافت کمیٹی)

مساجد کا انہدام

مساجد کی بے حرمتی اور ان کی پامالی کے جان گداز حادثات اس وفد خلافت کی زبان سنئے' اس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قبوں کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دیں گئیں۔

مدینہ میں منہدم مساجد کی تفصیل یہ ہے مسجد فاطمہ متصل مسجد قبا۔ مسجد ثنایا (جہاں سرکار کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے) مسجد منار تین۔ مسجد مائدہ (جہاں سورہ مائدہ نازل ہوئے تھی)، مسجد اجابہ ص ۸۸ رپورٹ وفد)

یہ صرف بطور تمہید گذارش تھی اصل بحث کی تحقیق ملاحظہ ہو فتویٰ نجدی برائے انہدام قبر آمنہ کی حیلہ بازیوں میں سے ہر ایک کا جواب حاضر ہے۔

باب اول — مزار آمنہ رضی اللہ عنہا ابواء شریف میں

قبر آمنہ رضی اللہ عنہا ابواء میں ہے۔

اس کے دو حوالے (ہندہ و ابو سفیان کے ہم نے پہلے عرض کئے ہیں اسی مدارج النبوت ۳۷ ج ۲ میں ہے کہ جب حضور سرور عالم ﷺ چار پانچ چھ سات سال کے ہوئے ایک روایت میں بارہ سال ہے مگر صحیح چھ یا سات سال ہے سیدہ آمنہ حضور کو لے کر ام ایمن کے ساتھ اپنے والد سے ملنے کے لئے قبیلہ بنی بخاری مدینہ منورہ

تشریف لے گئیں اور وہاں ایک ماہ گذار کر مکہ مکرمہ کو واپس ہونے لگیں تو دوران سفر مقام ابواء میں انتقال فرمایا اور اسی جگہ دفن کیں گئیں ابواء مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ایک روایت میں ہے کہ سیدہ آمنہ کی قبر انور حجون میں جانب معلی یعنی بلندی میں ہے بعض کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ابواء میں مدفن ہونے کے بعد انہیں مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا ہو۔

غزوہ ابواء

سب سے پہلا غزوہ ابواء کا ہے روضتہ الاحباب میں ہے کہ یہ غزوہ دوسرے سال کے اول میں یا پہلے سال کے آخر میں مواقع ہوا ہے کیوں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ بنایا اور خود صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ بنی ضمیرہ کے قافلہ پر جو قریش کا ایک قبیلہ ہے تاخت کرنے کے قصد سے باہر تشریف لائے اور حامل لوا یعنی جھنڈا اٹھانے والے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے جب حضور مقام ابواء پہنچے تو قبیلہ بنی ضمیرہ کا سردار محشی بن عمر ضمیری صلح کے ساتھ پیش آیا حضور اکرم ﷺ بھی صلح پر راضی ہو گئے اور صلح نامہ لکھا گیا پھر وہ قافلہ پندرہ دن کے بعد مکہ مکرمہ لوٹ گیا اس کے بعد اسے منزل ابواء میں اور ایک قول کے بموجب اس سے پہلے ابو عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو کہ حضور ﷺ کے ابن عم چچا زاد بھائی تھے اور حضور ﷺ سے ان کی عمر دس سال زیادہ تھی اسلام لائے (مدارج النبوت ص ۱۳۲)

زیارت مزار آمنہ رضی اللہ عنہا

حضور سرور عالم ﷺ ایک ہزار مسلح مجاہدین کو ہمراہ لیکر اپنی والدہ مکرمہ سیدہ آمنہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور آپ پر رقت طاری ہو گئی اور صحابہ کرام مجاہدین بھی فرط تاثر سے رو پڑے۔ تصحیح العقائد

فائدہ

حضور سرور عالم ﷺ کا ہر فعل و قول و عمل کا نام اسلام ہے آپ کا ابواء میں صحابہ سمیت چل کر قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جانا اور قبر کے قریب بیٹھ کر استغفار کرنا ہم مسلمانوں کو سعادت کی نوید بخشی خوشی بختی انہی کی جو مزار آمنہ کی حاضری دیتے ہیں لیکن بد بخت نجدی غلط تاویلات کر کے کتنا بڑا ظلم کیا اس کے باوجود وہ زیارت قبر آمنہ کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ جب اللہ تعالی نے حضور سرور عالم ﷺ استغفار سے منع فرمایا یا تو آپ نے اللہ تعالی سے زیارت قبر آمنہ کی اجازت طلب فرمائی اس پر اللہ تعالی نے زیارت قبر سے روکنے کے بجائے اجازت عطا فرمادی

قاعدہ

بی بی آمنہ کی استغفار کی رکاوٹ کے وجوہ ہم آگے عرض کریں گے یہ قاعدہ یہاں یاد کرلیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی شریعت مبارکہ اصول و ضوابط جستہ جستہ مرتب ہوئے ہیں جس امر کی آج ممانعت ہوئی چند دنوں کے بعد اس کی اجازت ہو گئی قواعد ناسخ و منسوخ میں تفصیل پڑھئے اس موضوع پر فقیر کی کتاب القول الراسخ خوب ہے مثلاً" پہلے قبور کی زیارت منع تھی پھر اجازت تا قیامت یونہی مقروض کی نماز جنازہ سے ممانعت پھر اجازت وغیرہ وغیرہ ایسے ہی آج سیدہ آمنہ کی استغفار سے ممانعت پھر حجتہ الوداع میں نہ صرف اجازت بلکہ انہیں دولت اسلام سے نواز کر صحابیت میں داخل فرمایا۔

عادت بد مذھب

دور حاضرہ میں بد مذاھب کی عادت بن گئی ہے کہ منسوخ حکم کا انکار مثلاً" شیعہ نے سخ متعہ کا انکار کیا یونہی غیر مقلدین نے درجنوں مسائل منسوخہ کا انکار کیا یونہی نجدیوں کو صرف منع استغفار پر ایمان ہے۔ لیکن احیاء الابوین والی روایت سے انکار یہ

تفصیل آئے گی۔

مزار آمنہ کے مزید حوالے

الحمد للہ ابواء میں قبر آمنہ کے بیشمار حوالاجات فقیر کے پیش نظر ہیں مختصر چند حاضر ہیں

۱۔ امام علی بن عبداللہ بن احمد الحسنی السمہودی م ۹۲۲ھ رحمتہ اللہ خلاصتہ الوفاء مطبوعہ مدینہ ص ۱۰ میں لکھتے ہیں۔

والا صح ان قبرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالا بواء ما تت هناک وھی راحعتہ الی المدینتہ صحیح تر یہی ہے کہ ام رسول اللہ ﷺ سیدہ آمنہ کی قبر ابواء میں ہے یہیں فوت ہوئیں جب مدینہ شریف سے واپس مکہ مکرمہ کو جا رہی تھیں

فائدہ

مدینہ طیبہ کے سب سے بڑے مورخ محقق امام سمہودی رحمتہ اللہ ہیں دس سال کے عرصہ میں مدینہ طیبہ رہ کر مدینہ پاک اور گرد و نواح کی چھان بین کر کے محققانہ انداز میں وفاء الوفاء پھر خلاصتہ الوفاء لکھی

۲۔ یہی علامہ سمہودی رحمتہ اللہ وفاء الوفاء ص ۱۱۱۹ ج ۴ میں لکھتے ہیں

وبہ (ای بالابواء) قبرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذلک ان اباہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج الی المدینہ یمتار تمرا فمات بہا فکا نت زوجتہ آمنہ تخرج کل عام تزارہ قبرہ فلما اتی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ست سنین خر جت بہ ومعہا عبدالمطلب وقیل ابو طالب وام ایمن فمات فی منصر فہا بالابواء فی روایتہ ان قبرہا بمکتہ وقال النوبی ان الاول اصح

ابواء میں رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی والدہ آمنہ کی قبر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد مدینہ پاک میں کھجوروں کی خرید کے لئے تشریف لائے تو وہیں فوت ہو گئے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ ہر سال ان کی قبر کی زیارت کے لئے آتی تھیں جب رسول اللہ ﷺ چھ سال کے ہوئے تو انہی ساتھ لائیں ان کے ساتھ حضرت عبدالمطلب یا ابو طالب اور ام ایمن تھیں تو مکہ کو واپس جاتے ہوئے فوت ہو گئیں ایک روایت میں ہے ان کی قبر مکہ میں ہے لیکن امام نوی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے

۳۔ امام زرقانی شرح المواہب ص ۱۷۷ ج ۱ میں قبر آمنہ کا ذکر حجون میں کر کے اس کی تردید میں لکھتے ہیں **قال ابن سعد فی الطبقات هذا غلط قبر بالمكته قبرها بالابواء**

ابن سعد نے طبقات میں لکھا کہ یہ غلط ہے کہ آمنہ کی قبر مکہ ہے بلکہ ان کی قبر ابواء میں ہے۔

فائدہ

اس قسم کے حوالہ جات فقیر جمع کرلے تو ضخیم تصنیف تیار ہو صرف اہل علم سے گذارش ہے کہ کتب سیرت میں غزوہ احد اور فتح مکہ اور حجتہ الوداع کے ابواب میں قبر آمنہ کا ذکر موجود ہے۔

(سوال) حجون (مکہ) کا ذکر بھی آتا ہے اسے نجدی وہابی نے ابواء سے قبر مٹانے کا حیلہ بنایا ہے۔

(جواب) اسلامی اصول سے ناواقفیت ضد اور ہٹ دھرمی بلکہ میرے نزدیک انکی فرعونیت کار فرما ہے ورنہ جہاں محدثین و مورخین نے حجون کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ صحیح تر یہی ہے کہ قبر آمنہ ابواء میں ہے۔ بتایئے عمل صحیح تر پر ہونا چاہئے یا غیر صحیح پر لیکن ہمارا سوال ہے کہ اگر حجون میں ہے تو اسے تم نے کب معاف کیا وہ تو تم نے کئی عرصہ پہلے اس پر ہاتھ صاف کر کے اپنا رویہ کیا علاوہ ازیں سیدہ

آمنہ کا ابتدائی دفن ابواء میں ہے اس کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں ہاں احتمال ہے کہ بعد کو ابواء سے منتقل کر کے حجون میں مدفون ہوئیں لیکن میں کہتا ہوں عمل یقین پر ہوتا ہے نہ کہ احتمال پر حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت قبر ابواء میں ثابت ہے۔ جہاں بھی ثابت ہے۔

سوال۔ احیاء ابوین کے موقع پر

جواب۱۔ نبی پاک ﷺ کے اسرار اور رموز کو ہم کیا جانیں آپ نے حجون میں احیاء ابواین فرما کر انہیں دولت اسلام سے نوازا اور صحابیت کا شرف بھی بخشا تو یہاں صرف آمنہ کی قبر کا مسئلہ نہیں اگر قبر مطلوب ہے تو حضرت عبداللہ کی قبر تو یہاں نہ تھی کیوں کہ ان کی قبر بالاتفاق مدینہ پاک میں تھی جسے اسی گذشتہ صدی کے آخری سالوں میں نجدیوں نے اکھیڑا اور نہ معلوم کہاں منتقل کیا(جس کے متعلق اخبارات کی شہادتیں موجود ہیں) ہاں کیونکہ وہ قبر بھی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور تھی اگرچہ اصح الاقوال ابوین میں جیسے تحقیق گذری ہے تو آپ ﷺ بجائے عام جگہ پہ معجزہ ظاہر کرنے کے اسی جگہ تشریف لے گئے جو قبر آمنہ کے نام سے مشہور تھی اس سے تو الٹا اہل سنت کے مذہب کی تحقیق و تاعید ہے کہ جو قبر کسی کے نام سے منسوب ہے تم اس کے احترام و دیگر لوازمات مثلاً" زیارت القبور دعا و استغفار میں کمی نہ کرو تحقیق کے چکر میں اپنا ثواب ضائع نہ کرو الحمد اللہ اہل سنت کا یہی موقف ہے کہ قبور جہاں بھی دیکھتے ہیں وہاں ایصال ثواب وغیرہ کرتے ہیں ہاں جعلی قبور و مزارات کے ہم بھی دشمن ہیں لیکن افسوس نجدیوں وہابیوں پر کہ وہ اصلی قبور اور مزارات کے دشمن ہیں اور آڑ لاتے ہیں جعلی قبور کی

جواب ۲۔ ایک نام کی کئی قبور مشہور ہوتی ہیں جیسے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سات مزارات مشہور ہیں فقیر کی کتاب ذکر اویس پڑھیے بعض انبیاء علیہ السلام کے مزارات ہم نے شام میں دیکھے تو پھر وہی عراق اور دوسرے ممالک مثلاً" مصر وغیرہ میں

بھی ہیں ایسے ہی بہت سے صحابہ و اہل بیت عظام و اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات متعدد مقامات پر ملتے ہیں سوائے ہمارے نبی پاک ﷺ و دیگر چند کاملین کے مزارات کے اکثر انبیاء و اولیاء علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کا یہی حال ہے مثلاً" موسی علیہ السلام کا مزار اردن کے علاقہ میں مشہور ہے لیکن کتاب الزیارات شام کے مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے اسے دمشق شہر علاقہ قدم میں ثابت کر دکھلایا متعدد قبور کا مشہور ہونا زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اس سے کسی نے یہ مسئلہ نہیں نکالا کہ مشکوک قبور مٹا دو یہ نجدیوں کی بدعت سیۂ ہے اور وہ بھی پاکستانیوں کی ضد کی وجہ سے کہ جہاں انہیں زیارات و تبرکات کے لئے آتا جاتا دیکھتے ہیں ان زیارات و تبرکات کو مٹا دیتے ہیں مثلاً" اس سے قبل بئر ناقہ سے بھی یہی سلوک کیا گیا ہے۔

جواب ۳۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ روح مرتی نہیں اور نہ ہی کسی خاص جگہ کی محتاج ہے بلکہ جسم سے نکلنے کے بعد روح آزاد ہوتی ہے جہاں چاہے جائے اس کے متعلق فقیر کا رسالہ روح مرتی نہیں اور دوسرا رسالہ مرنے کے بعد ارواح کی زیارتیں و ملاقاتیں (ماہنامہ فیض عالم بہاول پور میں شائع ہوا ہے) اسی لئے اگر قبور میں شکوک و شبہات ہوں تو ان کے ایصال ثواب و زیارات اگر اولیا اللہ ہیں تو استمداد میں فرق نہیں آئے گا قبور کو زائرین کی سہولت کے لئے صرف علامات کا کام دیتی ہیں تاکہ زائرین اہل قبور کے افادہ و استفادہ سے محروم نہ ہوں خلاصہ یہ کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار اصح الاقوال کے مطابق یقیناً" ابواء میں ہے ظالم نجدیوں نے وہ کارنامہ کر دکھایا جس سے کفار مشرکین عوام اہل اسلام کے ڈر سے نہیں کر سکتے تھے۔ ان ظالموں کو چونکہ کسی اسلامی ملک سے ڈر اور خطرہ نہیں اس لئے بلا خوف و خطر سیدہ آمنہ کا مزار نہ صرف بے دردی سے گرایا بلکہ جی بھر بے حرمتی بھی کی۔

نجدی وہابی کفار مکہ اور ناصبیوں کے نقش قدم پر

اس باب میں قارئین نے پڑھا کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر گرانے اور ان

کی ہڈیاں لے جانے کے لئے ہندہ اور دیگر کفار مکہ نے ارادہ ظاہر کیا لیکن رسول اللہ ﷺ کے ایک حریف قبیلہ سے ڈر کر کفار مکہ اس لعنت کا طوق گلے میں نہ ڈال سکے جو نجدیوں کے نصیب میں آئی۔ کاش آج رسول اللہ ﷺ کا کوئی حریف ہوتا جس سے نجدی ڈر کھا کر پیاری امی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی بے حرمتی نہ ہوتی۔

ہائے افسوس اتنا ممالک اسلامیہ میں کوئی بھی رسول اللہ ﷺ حریف نہیں۔

ایک اور دشمن

حضرت امام جلال االدین سیوطی رحمتہ اللہ تاریخ الخلفاء میں متوکل عباسی بادشاہ کے حالات میں لکھتے ہیں ۲۳۶ھ میں متوکل نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اور اس کے ارد گرد گھروں کے گرانے کا حکم دیا اور کہا کہ قبر و مکانات گرا کر کھیتی باڑی کے کام میں لاؤ اس نے عوام کو متوکل (عباسی بادشاہ) ناصبیت و دشمنی اہلبیت میں مشہور تھا۔

تمام مسلمانوں کو اس سے اذیت ہوئی اور اہل بغداد نے اس کی برائیاں دیواروں و مسجدوں پر لکھیں اور شعراء نے اس کی ہجو کی چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں

بااللہ ان کانت امیہ قدتت

قتل ابن بنت نبیہا مظلوما

فلقد اتاہ بنوایہ بمثلہ

ھذاالعری قبرہ مہدوما

اسفدا علی انما یکونو اشارکوا

فی قتلہ فتتبتوہ رمضا

ترجمہ۔ بخدا اگر بنو امیہ نے اپنے نبی علیہ السلام کے نواسے کو مظلوم قتل کیا تو آپ کے رشتہ داروں بنو عباس نے بھی ویسا ہی ظلم کیا دیکھو یہ امام حسین کی قبر گری پڑی ہے ان لوگوں کو افسوس تھا کہ امام حسین کے قتل میں شریک نہ ہوئے لہذا اس کا بدلہ

بوسیدہ ہڈیوں سے لے لیا۔

فائدہ

امام سیوطی رحمتہ اللہ کی عربی عبارت میں فتالم الملمون کا جملہ ہمارے موضوع یہ قبر آمنہ رضی اللہ عنہا سے خاص مناسبت رکھتا ہے کہ ظالم ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ایسا سلوک کرتے آرہے ہیں اور مسلمان بیچارہ سوائے چند آنسو بہانے اور کچھ نہیں کر سکتا۔

ہمارے دور میں رد عمل

ہمارے ملک پاکستان کے عوام اہلسنت قراردادوں اور کانفرسوں کے دکھ کا اظہار کر رہے ہیں اس کے سوا بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔

روزنامہ خبریں لاہور ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ کی ایک خبر ملاحظہ ہو

کئی روز سے دینی حلقوں میں اس اطلاع پر سخت بے چینی پائی جاتی ہے کہ ہمارے پیارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا مزار منہدم کر دیا گیا۔ یہ مزار ابواء شریف میں ایک پہاڑی پر تھا۔ حضور پاک ﷺ کی والدہ ماجدہ سے عقیدت رکھنے والے ہر مسلمان کے لئے یقیناً" یہ اطلاع انتہائی صدمے کا باعث ہے۔ جن حوالوں سے یہ اطلاعات آرہی ہیں ان کے ساتھ ثبوت بھی ہیں جنہیں دیکھ کر بظاہر واقعہ کی صداقت کا پتہ چلتا ہے اس کے باوجود دل سے یہی آواز نکلتی ہے کہ اللہ کرے جو کچھ سنا اور دیکھا ہے وہ درست نہ ہو۔ ہم حالت خواب میں ہوں اور اب آنکھ کھل جانی چاہئے۔ سعودی عرب سے پاکستان میں جو اطلاعات پہنچی ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ ریگستانی اور پہاڑی سلسلے میں واقع ابواء شریف نام کا علاقہ ہے یہ علاقہ مکہ اور مدینہ کے عام راستوں سے ہٹ کر ہے۔ وہاں ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ کا مزار شریف تھا' جہاں لوگ عرصہ سے حاضری کے لئے جایا کرتے تھی جمادی الاول 1419ھ میں ایک

سعودی فتویٰ جاری ہوا جس کے مطابق حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی زیارت کو ممنوع قرار قرار دیدیا گیا۔ بعد ازاں حالیہ رمضان المبارک میں سعودی حکام نے کاروائی کرتے ہوئے مزار کو ہٹادیا۔ اس بارے میں دو موقف ہیں اول یہ کہ مزار کو پہاڑی کی چوٹی سے ہٹا کر جگہ کو صاف کر دیا گیا۔ دوم یہ کہ مزار کو کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو مختلف حوالہ جات سے پہنچتی ہیں حتمی رائے اسی لئے قائم نہیں کی جا سکتی ہے۔ اس معاملے میں حقائق کیا ہیں یہ معلوم ہونا بے حد ضروری ہیں۔ عام طور پر پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں جہاں جہاں بھی یہ خبر پہنچی ہے، وہا غم وغصے کی لہر دوڑ چکی ہے۔

جماعت اہلسنّت پاکستان کی کراچی کے ہنگامی اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں حاضرین کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے شدید غم و غصے کا اظہار کیا گیا۔ منظور شدہ قرار دادوں میں کہا گیا کہ جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس میں حضور اکرم کی پیاری والدہ معظمہ سیدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ کے مزار مقدس کو شہید کیے جانے کی شدید مذمت کی گئی۔ اجلاس میں حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے مزار پر انوار کو بلڈوزر کے ذریعے منہدم کرنے پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ سرکاری طور پر اسلامیان پاکستان کے جذبات سے سعودی حکومت کو آگاہ کرے۔ اس ظلم عظیم کے خلاف باقاعدہ احتجاج نوٹ کرایا جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ سعودی حکومت نے اس ظالمانہ اقدام کے ذریعہ مسلمانان عالم کے عقیدت بھرے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ پورے عالم اسلام کو اس واقعے کی مذمت کرنی چاہیے اور معلوم کیا جانا چاہیے کہ حضرت بی بی آمنہ کے جسد اطہر کو سعودی حکومت نے کہاں منتقل کیا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ صرف کاغذی کاروائی ہے اور نہ ہی حکومت پاکستان کے تلوں میں تیل ہے وہ خود غریب سعودی حکومت کی گداگر ہے وہ اس کو حق بتانے کے بجائے تھپکی دے گی کہ اس نے جو کچھ اپنا منہ کالا کیا اچھا کیا مجھے تو حکومت ایران پر حیرانی ہے کہ ان کے اہل بیت کی محبت کے لمبے چوڑے دعوے کہاں گئے وہ تو اہلسنت سے اس مسئلہ میں دو قدم آگے ہیں وہ کہتے ہیں ایمان آمنہ کا عقیدہ فرض ہے لیکن حکومت ایران ایسی حیران ہے گویا اسے سانپ سونگھ گیا ہے ہاں ہندو پاک کے وہابی دیوبندی بغلیں بجاکر خوب مسرور ہیں اور کہہ رہے ہیں خوب شد اور محبوب خدا ﷺ کے ساتھ ایسا ہونا ضروری تھا۔ انا لله و انا الیه راجعون

کہاں ہیں وہ بادشہ

دور سابق میں ایسے خدا ترس بادشلہ بھی گزرے ہیں جو کاملین کے مٹے ہوئے نشانات کو اجاگر کرتے تھے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا حال ملاحظہ ہو۔

لم یزل قبره علیه السلام مخضیا حتی کان فی زمن الرشید ہارون بن محمد بن عبدالله عباسی فانه خرج ذات یوم یتصیدوھناک حمروحشیته وغزلان بکان کلما القی الصقوروالکلاب علیها لجات الی کثیب رمل هناک فترجع عنها الصور والکلاب فتعجب الرشید من ذالک ورجعی الی الکوفته وطلب من له علم بذلک فاخبره بعض شیوخ الکوفته انه قبر امیر المومنین علی فیحکی انه خرج لیلا الی هناک ومعه علی بن عیسی الهاشمی و ابعد اصحابه عنه وقام بصلی عندالکثیب ویبکی ویقول الله یا ابن عم انی لا عرف حقک ولا انکر فضلک ولکن ولدا لیخرجون ویقصدون قتلی و سلب ملکی الی ان

قرب افجرو علی بن عیسی نائم فلما قرب الفجر ایقظه هارون وقال قم فضل عند قبر ابن عمک قال وای ابن عم هو قال امیر المومنین علی بن ابی طالب فقام عیسی وتوضا وصلی وزارا قبر ثم ان هارون امر فبنی علیه قبت عظیمته واخنالناس فے زیارته والدفن لموتاهم حوله انی ان کان زمن عضد فتاجز ابن بوید الیلمی فعمره عمارته عظیمته و اخرج علی نالک امواله جزیلته وعین اله اواقانا

تو کچھ ہرن اور وحشی گدھے وہاں تھے جب شکاری جانور چرخ اور کتے ان پر چھوڑے جاتے تھے وہ سب ہرن ایک ریگ کے ٹیلے پر پناہ لیتے تھے سب شکاری جانور پلٹ آتے تھے ہارون رشید کو سخت تعجب ہوا اور کوفہ میں پلٹ کے واقف کار لوگوں کو بلایا اور ان سے اس حقیقت کا انکشاف چاہا بعض شیوخ کوفہ نے بیان کیا کہ یہ قبر امیر المومنین حضرت علی کی ہے ایک شب ہارون رشید علی بن عیسی ہاشمی کو ساتھ لے کر وہاں آیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو علیحدہ کرکے خود اس ٹیلے کے پاس نماز میں مشغول ہو گیا اور روتا جاتا تھا اور کہا کہ خدا کی قسم میں آپ کے حق کو جانتا ہوں اور آپ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں مگر آپ کی اولاد میرے اوپر خروج کر کے مجھے قتل کرنا اور میرے ملک کو چھیننا چاہتے ہیں اس حالت میں صبح قریب ہو گئی اور اس وقت علی بن عیسی سو رہے تھے ہارون نے علی بن عیسی کو جگایا اور کہا اٹھو اپنے ابن عم کی قبر کے قریب نماز پڑھو انہوں نے کہا کون ابن عم کہا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ عیسی نے کھڑے ہو کے وضو کیا اور نماز پڑھی اور زیارت قبر کی پھر ہارون نے حکم دیا اور قبہ اس قبر پر تعمیر ہو گیا اور لوگوں نے زیارت کرنا شروع کی اور اپنے مردوں کو اسکے گرد دفن کرنے لگے یہاں تک کہ عضدالدولہ دیلمی کا زمانہ آیا عضدالدولہ نے بہت بڑی عمارت وہاں بنا دی اور بہت سے اموال اس میں صرف کیے اور اوقاف اس

کے لیے معین کر دیے (عمدت الطالب فی الناب آل ابی طالب از جمال الدین بن عقبہ حسنی)

تعارف ہارون الرشید بادشاہ

یہ بادشاہ خود ایک حد تک ہوشیار اور احکام شرعیہ کا پابند تھا۔ چنانچہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء میں کہتے ہیں

کان یحب العلم واھلہ ویعظم حرمات الاسلام و یبغض الراء فی الدین والکلام فی معا رضتہ النص

ہارون الرشید علم و علماء کا قدر دان تھا اور احکام شرعیہ و شعائر اسلام کی تعظیم کرتا تھا اور دین میں ظاہر داری اور نص کے مقابلہ میں علم کلام سے بیزاری رکھتا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں ہارون الرشید کا سہانا دور تھا کہ علماء فقہاء کا راج تھا وہ اپنے ملک میں اسلامی شعائر کو رواج دینے کو اولیت دیتا تھا اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کے مزارات کے متعلق بھی اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود ہارون الرشید نے امام مالک و امام شافعی کے استاد ابراہیم بن یحیی اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ کے علاوہ بڑے بڑے ائمہ علم اور فقہاء کرام کے سامنے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نہ صرف قبر بلکہ اس پر عالیشان قبہ بنایا جو آج تک مختلف ادوار گزرنے کے باوجود خوب سے خوب تر ہے نجف اشرف (کوفہ) میں زیارتگاہ عوام و خواص ہے اس وقت کے علماء فقہاء نجدیوں سے لاکھوں درجہ بڑھ کر علم و عمل اور تقوی کے حامل تھے وہ ہارون الرشید کی اس کاروائی کے حامی رہے لیکن افسوس کہ ہمارے دور کے سربراہان ممالک الٹا مزارات گرانے والے دشمنان اسلام نجدیوں کے ساتھ رواداری کرتے ہوئے چپ شاہ بنے بیٹھے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

باب دوم
ایمان آمنہ رضی اللہ عنہا

اس موضوع پر حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا علاوہ رسائل ستہ کے ایک مستقل رسالہ "الدرر الکامنہ فی ایمان آمنہ" ہے ان کے فیض سے فقیر نے الدرہ الکامنہ فی ایمان آمنہ لکھا ہے جو فقیر کی تصنیف ایمان ابوین مصطفیٰ کے ساتھ بارہا شائع ہوا ہے یہاں بقدر ضرورت عرض ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے متعلق چار مذہب ہیں

۱۔ روافض یہ سیدہ آمنہ و غیرہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان قطعی مانتے ہیں کہ جو ان کے ایمان میں شک کرے کافر ہے۔

۲۔ جمہور اہلسنت کے نزدیک ایمان آمنہ ظنیات سے ہے اس کا منکر کافر نہیں

۳۔ ابن کثیر اور اس کے متبعین نجدی وہابی اور غیر مقلدین کفر کے قائل ہیں

۴۔ توقف یہ بہت ہی قلیل ہیں (فائدہ) دیوبندی کبھی ادھر کبھی ادھر تفصیلی دلائل تو فقیر نے مذکورہ بالا تصنیف الدرہ الکامنہ میں عرض کی ہے اجمالی تحقیق حاضر ہے دلائل کا عنوان مندرج ذیل ہے۔

قرآن مجید کی وہ اجمالی آیات جو علی الاطلاق اصول رسول ﷺ کی طرف اشارہ کرتی ہیں
۲۔ احادیث مبارکہ ۳۔ اقوال علمائے ملت

طریقہ استدلال ا۔ سیدہ آمنہ و غیرہا رضی اللہ عنہم دین ابراہیمی پر تھے۔ ۲۔ دور فترت یعنی حضور سرور عالم ﷺ کے ظہور اور زمانہ عیسیٰ علی نبینا علیہم السلام کے درمیان مدت کے لوگ مومن تھے جنہوں نے شرک و کفر کا ارتکاب نہیں سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں میں سے ہیں ۳۔ فطرت انسانی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **کل مولود یولد علی فطرت الاسلام** ہر نو مولود فطرت اسلام پر ہوتا ہے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی یہی نظریہ ہونا چاہئے جبکہ ان سے شرک و کفر کے ارتکاب کا کوئی ثبوت نہیں۔

علمائے ملت

حدیث شریف میں ہے **انتم شہداء اللہ علی الارض اوکماقال** (ﷺ) تم زمین پر اللہ تعالی کے گواہ ہو یعنی جو کچھ تمہارا بیان ہو گا وہ منجانب اللہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو ترجیح جمہور کو دی گئی اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا **لا تجتمع امتی علی الضلالته** میری امت کا گمراہی پر اجتماع نہ ہو گا اور امت کو فرمایا **اتبعو السواد الاعظم** بہت بڑی جماعت کی اتباع کرو اس قسم کی متعدد نصیحتیں فرمانے کے بعد وعید شدید بتائی کہ من شذ شذ فی النار جو علیحدہ ہوا وہ سیدھا جہنم میں گیا اور الحمد اللہ فقیر علمائے ملت کی تصریحات سے پہلے چند ایک بزرگوں علماء و مشائخ کے اسماء گرامی لکھتا ہے جو ہر ایک اپنی جگہ اسلام کا ایک مضبوط ستون ہے جن کا نام سن کر آج کا مخالف ان کے سامنے خود کو طفل مکتب سمجھنے سے بھی جھجکتا ہے۔

دور حاضرہ کے مخالفین

دور حاضر میں بھی مخالفت صرف بجدی وہابی کر رہا ہے یا پھر ان کے پالتو غیر مقلدین ورنہ دور سابق میں مخالفین کی تائید کسی نے نہیں کی سوائے چند ابن کثیر جیسوں کے یاد رہے کہ جس نے اس مسئلہ میں مخالفت کی اس کے اپنے دور میں اتنا زبردست تردیدیں لکھی گئیں کہ پھر اسے سر اٹھانے کی طاقت نہ رہی جیسے ابن وحیہ کی امام قرطبی نے اور ملا علی قاری کی ان کے اپنے استاد ابن حجر وغیرہ نے۔

ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ تعالی کو اس غلطی پر انتباہ کیا گیا جس پر انہوں نے کفر ابوین کے مسئلہ سے توبہ فرمائی اس کی مفصل تحقیق فقیر کی تصنیف ابوین مصطفی میں پڑھئے۔

سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

مخالفین امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ اکبر کے ایک حوالہ سے دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ اصل فقہ اکبر میں اس کے برعکس ہے جو عام فقہ اکبر میں چھپا ہے فقیر نے اس پر متعدد دلائل قائم کئے ہیں الحمد للہ علی ذالک دیکھئے فقیر کی کتاب ابوین مصطفیٰ

جمہور کی آواز

جیسا کہ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایمان آمنہ رضی اللہ عنہا پر ایک جم غفیر متفق ہے بلکہ کفر کے فتوی کو دیوار بار نے کا حکم فرماتے ہیں اور نہایت ہی سختی سے منکر کو دوزخ کی وعید سناتے ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ درباره ابوین کریمین رضی اللہ عنہا یہی طریقہ انیقہ اعنی نجات و ایمان کہ ہم نے بتوفیقہ تعالیٰ اختیار کیا تنوع مسالک پر مختار اجلہ ائمہ کبار و عاظم علمائے نامدار ہے ازاں جملہ یہ حضرات ہیں

۱۔ امام ابو حفص بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں ۳۳۰ تصانیف ہیں ازاں جملہ تفسیر ایک ہزار جز میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جز میں۔

۲۔ شیخ المحدثین احمد بن خطیب علی البغدادی

۳۔ حافظ الشان محدث ماہر امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر

۴۔ امام الاجل ابو قاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔۵۔ حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

۶۔ امام علامہ ناصرالدین ابن المنیر صاحب شرف مصطفیٰ ﷺ۔

۷۔ امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی۔

۸۔ امام حافظ الحدیث ابوالفتاح محمد بن محمد بن سید الناس صاحب عیون الاثر

۹۔ علامہ صلاح الدین صفاء

۱۰۔ حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصرالدین دمشقی

۱۱۔ شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

۱۲۔ امام حافظ الحدیث ابو بکر محمد بن عبداللہ شبلی ابن العربی مالکی۔

۱۳۔ امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر

۱۴۔ امام ابو عبداللہ محمد بن خلف مالکی شارح صحیح مسلم

۱۵۔ امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی صاحب تذکرہ

۱۶۔ امام المتکلمین فخرالمد قیقین فخرالدین محمد بن عمر الرازی۔

۱۷۔ امام علامہ شرف الدین مناوی

۱۸۔ خاتم الحفاظ مجددا القران العاشر امام جلال الملت والدین عبدالرحمن ابن سیوطی۔

۱۹۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیمی مکی صاحب افضل القری وغیرہ۔

۲۰۔ شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفے ﷺ بفضل اللہ تعالی فی الدارین من الناجین۔

۲۱۔ علامہ ابو عبداللہ محمد ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔۲۲۔ علامہ محقق سنوسی

۲۳۔ امام الاجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

۲۴۔ علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

۲۵۔ خاتمہ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب الدنیہ۔

۲۶۔ امام الاجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

۲۷۔ زین الفقہ علامہ محقق زین الدین بن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر

۲۸۔ سید شریف علامہ حمووی صاحب غمزہ العیون والبصائر۔

۲۹۔ علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب خمیس فی النفس نفیس۔

۳۰۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

۳۱۔ علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔

۳۲۔ شیخ شیوخ علمائے الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

۳۳۔ علامہ صاحب کنز الفوائد

۳۴۔ مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت۔

۳۵۔ علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

۳۶۔ حافظ عبدالعزیز پرہاروی صاحب نبراس شارح شرح عقائد و مصنف تصانیف مفیدہ۔

۳۷۔ علامہ سید بن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمحتار و غیرھم من العلماء کبائر ا لمحققین الاخیار علیھم رحمتہ الملک العزیز الغفار (شمول الاسلام) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ۔

نوٹ۔ مذکورہ بالا اسماء گرامی لکھ کر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے فرمایا کہ یہ بھی ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجتہ الاسلام محمد بن محمد الغزالی و امام اجل امام حرمین و امام ابن سمعانی و امام کیا ہراسی و امام اجل قاضی ابو بکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء و امہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن و ثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ و ائمہ ما تریدیہ سے مشائخ تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔

عبارات العلماء الکرام

بے شمار تصریحات فقیر نے رسالہ الدرہ الکامنہ اور ابوین مصطفیٰ میں درج کی ہیں صرف چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ حمل سے لیکر حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ پھر اس کے بعد حضور ﷺ کی چھ سال کی عمر تک یعنی تا وصال سیدہ آمنہ رضی اللہ

عنہا نے مسلسل کئی معجزات دیکھے اور ان کی بیان کردہ روایات کو محدثین کرام بالخصوص صحاح ستہ کے مصنفین عظام نے بیان کیا بتائیے معجزات کی تصدیق کون کرتا ہے معجزات کی روایات کی تصدیقات ایمان کی دلیل ہے نہ کہ کفر کی۔

احادیث مبارکہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا **اخبرنا عن نفسک** یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنی ذات والا صفات کے متعلق فرمائیے۔ تو حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

انا دعوة ابی ابراهیم وبشری عیسی علیه السلام ورات امی حین حملت بی انه خرج منها نور اضاءت له قصور الشام

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور کا ان سے ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے وہ نور میں ہوں۔

(دلائل النبوت بیہقی ص ۱۱۰ جلد ۱' دارمی شریف ص ۱۷ جلد ۱' خصائص الکبرے ص ۱۱۴ جلد ۱' تفسیر ابن کثیر ص ۲۶۰ جلد ۴' زرقانی شریف ص ۱۱۶ جلد ۱' جواہر البحار ص ۱۴۴' ص ۴۱' سیرت حلبیہ ص ۷۷ جلد ۱' البدایہ و النہایہ لابن کثیر ص ۶۷۵ جلد ۲' سیرت النبویہ للاحلان ص ۲۷' مشکوات شریف ص ۵۱۴)

فائدہ

جس خوش قسمت ماں کو ایسے نور عالی کی امانت سپرد ہوئی اس کے لئے ایسے ویسے گمان رکھنا بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس نور کو جس بشریت کے خمیر مبارک میں جگہ ملی اس کی گرد کعبہ و بیت المعمور اور عرش سے افضل و اعلی ہے اس پر مخالفین کو اتفاق ہے تو کیا اس نور کی ماں ایمان جیسی دولت سے محروم سمجھی جائے توبہ توبہ استغفراللہ!

نور کا ظہور

بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

لما ولدتہ خرج من فرجی نور اضاء لہ قصور الشام

(ترجمہ)۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو میں نے جنا تو مجھ سے نور نکلا جس سے ان کے سامنے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (خصاص الکبریٰ ص ۱۱۶ جلد ا مواہب الدنیہ ص ۲۲ زرقانی شریف)۔

ایضاً"

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ **رایت کان شہابا خرج منی اضاء ت لہ الارض۔**

ترجمہ۔ میں نے دیکھا مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا جس سے پوری زمین منور اور روشن ہو گئی (خصاص الکبریٰ ص ۱۱۶ جلد ا مواہب الدنیہ ص ۲۲ سیرت حلبیہ ص ۲۷ جلد ا

ایضاً"

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ **لما فصل منی خرج معہ نورا ضاء لہ ما بین المشرق والمغرب**

(ترجمہ) جب حضور پر نور ﷺ پیدا ہوئے تو ان سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی۔ (مواہب اللدنیہ جلد ا' خصاص الکبریٰ جلد ا' زرقانی سیرت حلبیہ جلد ا' انوار المحمدیہ البدایہ والنہایہ جلد ۲' ماثبت بالسنۃ)

فائدہ

چونکہ مخالفین کو نور سے چڑ اور ضد ہے اسی لیے وہ ان روایات کو پڑھتے لکھتے ہیں لیکن مانتے نہیں ہم فخراً" عرض کرتے ہیں جس نور کی حامل ماں نے ایسے جلوے دیکھے اسے ایمان سے محروم سمجھنا اپنے ایمان کی محرومی نہیں تو اور کیا ہے؟

گواہیاں

ہم تو روایات مذکورہ کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں لیکن مخالفین نہ مانیں تو ان کے لئے ایسے لوگوں کی گواہی پیش کرتے ہیں کہ جن کو وہ مانتے ہیں کہ ان کی بات حق اور سچ ہے ممکن ہے مان جائیں۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمتہ کی گواہی

آپ اپنی کتاب الوفاء باحوال المصطفے میں روایت درج فرماتے ہیں کہ

ان امه رات حین رضعته نورا آضاء ت منه قصور الشام۔

(ترجمہ) بے شک نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ جب انہوں نے نبی پاک ﷺ کو جنا تو آپ کے نور سے شام کے محلات منور اور روشن ہو گئے (کتاب الوفاء ج۱' سیرت حلبیہ ج۱' دلائل البنوت للبیھقی ج۱' مواہب الدنیہ ج۱' انوار محمدیہ زرقانی شریف ج۱' ماثبت من السنہ' مجمع الزوائد ج۸' اصاف الراغبین)

محدث بیہقی علیہ الرحمتہ کی گواہی

آپ نے فرمایا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ

انی رایت خرج منی نور اضاء ت له قصور الشام (دلائل البنوت ج ۱)

ترجمہ۔ میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے محلات کو روشن منور ہوتے دیکھا ہے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت کی گواہی

مولوی اشرف علی تھانوی نشر الطیب میں لکھتا ہے کہ حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے کذا فی سیرت ابن ھشام (نشر الطیب)

وہابی کی گواہی

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصری کے محلات دیکھ لئے ہیں۔

بیشک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔(سیرت مصطفے ج۱)

فائدہ

گواہیاں تو زبردست ہیں لیکن ہمارا مدعا علیہ ضدی ہے مانے گا پھر بھی نہیں لیکن کل قیامت میں ضرور مانے گا لیکن وہاں کا ماننا فائدہ نہ دے گا۔

شاہی انتظام

حضور سید عالم ﷺ کا نور مبارک سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مبارک اور پاک پشتوں اور رحموں سے منتقل ہوتا ہوا جب حضرت سیدہ آمنہ کے صدف رحم میں قرار پکڑا وہ رات جمعہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رضوان خازن جنت کو حکم دیا کہ جنت الفردوس کھولے اور منادی کرنے والے فرشتے کو حکم دیا کہ وہ آسمانوں اور زمین میں پکار دے کہ اے ساکنان زمین و آسماں سن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ نبی آخر الزمان ہادی دو جہان کا نور آج رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں قرار پکڑے گا اور پھر آدمیوں کی طرف ایسے حال میں ظہور فرمائے گا کہ وہ بشیر و نذیر ہو گا۔

ملکوت میں منادی

اس کے بعد عالم ملکوت و جبروت یہ ندا کی گئی کہ مقامات مقدسہ و مشرفہ کو معطر اور نہایت خوشبو دار بناؤ اور مقربین ملائکہ صوفیہ جو اہل صدق و صفا ہیں وہ مقامات مقدسہ میں عبادت کے مصلے بچھائیں اس لئے کہ آج وہ نور جو آدم علیہ السلام سے لے

کر حضرت عبداللہ تک اصلاب طاہرہ میں مستور و مخفی چلا آتا تھا۔ سیدہ آمنہ جو اپنی قوم کی تمام عورتوں سے حسبا" و سبا" اصلا" و فرعا" حسنا" و جمالا" افضل و اطیب ہے جس کو اللہ تعالی نے یہ فخر اور عزت و عظمت عطا فرما کر مخصوص کیا ہے کے بطن مبارک میں منتقل ہوا ہے (زرقانی علی المواہب ج ۱)

دنیا کی رونق

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حمل کی رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا۔ جو نور سے منور نہ ہوا اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہو گئے تھے اور یہ کہتے تھے رب کعبہ کی قسم رسول اللہ ﷺ جو دنیا کی امان اور اہل دنیا کے آفتاب ہیں ان کا حمل ٹھہرا گیا ہے اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اور بت صبح کے وقت اوندھے پائے گئے۔ مشرق و مغرب کے وحشی' چرند و پرند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے کو بشارت دی (زرقانی علی المواہب ص ۱۰۸ ج ۱)

زمین سرسبز و شاداب ہو گئی سوکھے درخت ہرے اور پھل دار ہو گئے قریش جو سخت تنگی میں مبتلا تھے ہر طرف سے کثیر خیر کے آنے سے خوش حال ہو گئے۔ اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ اس سال کا نام ستہ الفتح و الا تبھاج (یعنی فتح و ترو تازگی و خوش حالی کا سال رکھا گیا۔ (مواہب معہ زرقانی' وخصائص الکبری ج ۱)

فائدہ

یہ ستہ الفتح والا تبھاج ہماری ایسی قوی اور مضبوط دلیل ہے جسے مخالفین کو جھٹلانے کی جرات ہو سکتی ہی نہیں نہ ماننا تو ان کا ازلی مقسوم ہے۔

آمنہ کا خواب

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ثم ان امی رات فی منا مها ان الذی فی بطنها نور (مواہب جلد ۱)

۔ پھر میری والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے پیٹ میں نور ہے۔

نور شکم آمنہ میں

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ مدت حمل میں مجھے کسی قسم کی ذرہ بھر کوئی تکلیف یا کوئی شکایت یا ان چیزوں کی خواہش جو حاملہ عورتوں کو ہوا کرتی ہے نہیں ہوئی۔ بلکہ طبیعت میں فرحت جسم میں خوشبو اور چہرے میں چمک پیدا ہو گئی اور میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا۔ جو اس حمل سے زیادہ خفیف اور برکت میں اس سے زیادہ عظیم ہو (زرقانی علی المواہب)

هنا وقد حملت ام الحبيب به وليس في حملها كوب ولا ضرر

ترجمہ) بے شک حبیب کی والدہ اس حبیب کے ساتھ حاملہ ہو گئی اور اس حمل میں کسی قسم کی نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ کوئی نقصان۔

دوسرا خواب

فرماتی ہیں کہ خواب میں کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے۔ کہ تم سید العالمین خیر البریہ اور اس امت کے نبی کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو؟ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (ﷺ) رکھنا اور یہ تعویذ ان کے گلے میں ڈال دینا۔ جب میں بیدار ہوئی تو ایک سونے کا صحیفہ میرے سر کے پاس پڑا تھا۔ جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔

اعيذه بالصمد الواحد من شر كل حاسد

(ترجمہ) ۔ اس اللہ تعالیٰ (جو ذات و صفات میں) یکتا و بے نیاز ہے کی ہر حاسد کے شر سے محمد ﷺ کی حفظ و نگہبانی چاہتی ہوں۔

وكل خلق رائد من قائم و قاعد

(ترجمہ) اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا طالب ہے وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اس کے شر سے حفظ و

آمان چاہتی ہوں۔

عن ا لسبیل عا ند

علی ا لفسا د جا ہد

(ترجمہ) ۔ اور اس سے جو سیدھے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور فساد پر آمادہ ہے۔

من نانس او عاقد

و کل خلق مارد

(ترجمہ) ۔ اور جادو گر سے جو گرمیوں میں سحر پھونکتا ہے اور ہر اس مخلوق سے جو سرکش و نافرمان ہے۔

(دلائل النبوت بیہقی، دابو نعیم، خصائص الکبری ج۱، مواہب معہ زرقانی ج۱، وغیرہ وغیرہ)

ناظرین

جس ماں کو ایسے مناظر نصیب ہوئے ہوں وہ ایمان اور توحید سے خالی رہے یہ ہو ہی نہیں سکتالیکن ضدی لاعلاج ہوتا ہے اسے نہ چھیڑا جائے تو بہتر ہے ہمیں تو ان خوش بختوں سے اپیل ہے جو حبیب خدا کو حبیب خدا ﷺ مانتے ہیں

(نوٹ) صرف معجزات و روایات دوران حمل پر اکتفاکرتا ہوں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ معجزات ولادت و رضاعت جو ماہنامہ فیض عالم بہاول پور میں شائع ہوا ہے۔

یہودی کی بیہوشی

سیدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک ساہو کار یہودی تھا جس شب کو سرور عالم ﷺ جلوہ گر ہوئے تو وہ ساہو کار یہودی گھر گھر پوچھتا پھرتا تھا کہ لوگ لاعلمی کا اظہار کرتے تو اس نے کہا۔

ولد ھنہ اللیلتہ نبی ھذہ الامتہ الاخیرتہ بین کتفیہ علامتہ

آج اس امت کا نبی تشریف لے آیا ہے جس کے کندھوں کے درمیان ایک علامت

ہے اس کے کہنے کا مطلب لوگ مختلف مکانوں پر معلومات حاصل کرنے کے لئے گئے آخر کار ان کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا۔ لوگوں نے یہودیوں کو خبر دی تو اس نے کہا میرے ساتھ چلو تاکہ اس بچہ کو دیکھیں پس وہ سرکار سیدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور یہودی نے کہا کہ میں بچہ کو دیکھنا چاہتا ہوں جب اس نے حبیب کبریا ﷺ کو دیکھا اور آپ کی پشت انور کو دیکھا تو وہ یہودی بیہوش ہو کر گر پڑا جب اس کو ہوش آیا تو اس نے کہا۔

واللہ ذہبت النبوۃ من بنی اسرائیل افرحتم بہ یا معشر قریش اما و اللہ یسطون بکم سطوۃ یخرج خبرھا من المشرق الی المغرب

خدا کی قسم نبی اسرائیل سے نبوت چلی گئی اے گروہ قریش! کیا تم اس سے خوش ہو سنو بخدا تم پر وہ ضرور غلبہ پائے گا اور اس کے غلبہ کی خبر مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ دلائل النبوت ج ۱ انوار المحمدیہ، المواھب اللدنیہ ج ۱ زرقانی ج ۱ ابن سعد حاکم بیہقی)

بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گواہی

حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو دودھ پلانے کی غرض سے تین دن مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کے بعد بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس الوداعی سلام کرنے اور حضور ﷺ کو ساتھ لے جانے کی غرض سے اجازت لینے گئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ نہیں دیکھا۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بچہ سے پیار کیا اور مجھے عطا کر کے فرمایا۔

اعیذ   با   للہ   ذی   الجلال

من   شرما   مرعلی   الجبال

ترجمہ) ۔ میں اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں ہر اس جسمانی بیماری و تکالیف سے جو لاحق ہونے والی ہیں۔

حتی اراہ حامل الحلال

ویفعل العوف الی المولی

(ترجمہ) ۔ یہاں تک کہ میں اسے امر حلال کا حامل اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے والا دیکھوں۔

وغیر ھم من حشوۃ الرجال

اور صرف غلاموں کے ساتھ نیکی ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسرے درجہ کے لوگوں کے ساتھ بھی نیکیاں کرنے والا دیکھوں۔

اور مجھ سے تاکید کی کہ اس بچہ کی طرف سے خبردار رہنا کیوں کہ عنقریب اس کی ایک شان ہو گی (طبقات ابن سعد)

فائدہ

ان اشعار کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے۔ کیا اس سے بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کا توحید و دین حق پر ہونا محسوس ہوتا ہے یا نہ۔ لیکن جس کے ازل سے تالے بند ہوں اس کے کون کھولے۔

ایمان سے بولو

جس ماں نے ایسے عجائبات و کمالات بلکہ ان سے بڑھ کر آنکھوں سے دیکھے ہوں کیا اس کے ایمان پر کسی قسم کا وہم و گمان ہو سکتا ہے ہم ایک ولی اللہ کا کوئی کمال دیکھ لیں یا کسی عالم دین کے علمی دلائل سن لیں تو ہم ایسے پختہ ایمان سمجھے جاتے ہیں کہ مخالف اسلام لاکھوں خلاف دلائل پیش کرے ہم اس کے دلائل اس کے منہ پہ مار دیتے ہیں کیا رسول خدا ﷺ کی ماں کا علم و عقل (معاذ اللہ) ہم سے کم تھا۔ کہ وہ اتنے بڑے کمالات بھی دیکھتی رہی۔ اور پھر بھی ایمان سے خالی گئی (معاذ اللہ)

یہ کسی احمق اور بیوقوف کا خیال تو ہو سکتا ہے اہل فہم و ذکاء ان کے ایمان و توحید کے سواء کسی اور بات کو ماننا تو در کنار سننا بھی گوارہ نہ کرے گا۔

امہات انبیاء علیہم السلام

ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کے کمالات دوسرے انبیاء و رسل علی نبینا و علیہم السلام کے ہر کمال سے اکمل واتم ہے ہم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امہات کے متعلق تحقیق کریں تو وہ ایمان و توحید سے معمور و سرشار ہیں چنانچہ حضرت امام جلال الملتہ والدین السیوطی رحمتہ اللہ اپنی کتاب مسالک الحنفاء میں فرماتے ہیں کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی امہات کی جستجو کی تو ان سب کو مومن پایا چنانچہ سیدنا اسحاق و موسیٰ و ہارون و عیسیٰ علیہم السلام کی ماؤں اور حوا ام شیث علیہ السلام کا ذکر تو قرآن کریم میں ہے بلکہ ایک قول یہ ہے کہ نبی بھی تھیں۔ اور احادیث میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ اور حضرت یعقوب کی والدہ اور ان کی اولاد کی مائیں اور داؤد و سلیمان وزکریاء و یحیی شمویل و شمعون اور ذوالکفل علیہم السلام کی ماؤں کا ایمان دار ہونا مذکور ہے اور بعض مفسرین نے ام نوح اور ام ابراہیم علیہما السلام کے ایمان کی بھی تصریح کی ہے اور اسے ابن حبان نے اپنی تفسیر میں ترجیح دی ہے۔

فائدہ

حاکم نے المستدرک میں صحت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا تمام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے مگر بارہ نبی یعنی حضرت نوح حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت لوط' حضرت شعیب' حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل' حضرت اسحاق' حضرت یعقوب' حضرت جناب حضرت یوسف' حضرت آدم' حضرت شیس) صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ' علیہم اجمعین کے آباء و امہات سب کے سب مومن تھے۔ ان میں کوئی کافر نہ تھا۔

یہ جملہ امور اس امر دلیل ہیں کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امہات کی طرح

حضور سرور عالم امام الانبیاء والامم ﷺ کی والدہ کریمہ مومنہ و مواحدہ ہوں ورنہ یہ بات کتنی ناموزوں ہو گی۔ کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مائیں تو اپنے صاحبزادوں کے ساتھ جنت الفردوس کے بلند و بالا محلات میں اور ان کے امام و مقتداء کی ماں ادھر جہاں دشمنان خدا ہوں۔

سیدہ آمنہ کے پختگی عقیدہ کا نمونہ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں واقعہ شق القمر کے بعد حضور ﷺ کو آپ کی والدہ کے پاس واپس پہونچانے گئی تو مجھ سے بی بی نے فرمایا کہ تم تو انہیں اپنے پاس رکھنے کی حریص تھی اب انہیں بہت واپس جلد لے آئی حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہاں خیال تو یہی تھا لیکن بچہ چونکہ سن تمیز کو پہونچ چکا ہے میں نے چاہا اپنے گھر رہے تو بہتر ہے ساتھ خوف ہوا کہ کوئی حادثہ پیش نہ آجائے سیدہ آمنہ نے فرمایا اصل بات بتاؤ حلیمہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ان کا شق صدر ہوا' میں ڈر گئی کہیں ان پر آسیب نہ ہو آمنہ نے کہا۔

ما لشیطان علیه سبیل و انه لکائن لا بنی هنا لشان فی کلمات اخر من هذ النبط و قدمت به المدینته عام وفاتها وسعت الیهوب و فیه شهابتهم له بالنبوة برجعت به الی مکته فما تت فی الطریق فهنا کله مما یوید انها تحنفت فی حیا تها (زرقانی علی المواہب ج ا)

ہر گز یہ نہ ہو گا شیطان کا ان پر اثر بالکل نہیں ہو گا میرے اس بیٹے کی تو بڑی شان ہے جاؤ تم اپنی راہ لو خدا کی قسم میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہونے والی ہے اور دوسرے کلمات جو اس طرف راہنمائی کرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جب وہ سال وفات میں مدینہ آئی تھیں تو انہوں نے جیہودیوں کو آپ کی نبوت کی شہادت دیتے ہوئے سنا تھا۔ اور پھر وہ ان کے واپس ہوتے وقت راستے ہی میں وفات پا گئی تھیں یہ تمام باتیں اس کی تائید کرتی ہیں کہ بلا شبہ وہ مسلمان اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ یہ واقعہ مدارج

البنوت ج ۲ ‘ سیرت ہشام ج ۱ میں بھی ہے)

چنانچہ علامہ زرقانی فرماتے ہیں

شاھدت فی حمله وولا بته من ایاته الباھرة مایحمل علی التخفف ضرورة ورا ء ت النور الذی خرج منها اضاء له قصور الشام حتی راتها کما تری امهات النبین وقالت لحلیمته حین فجاء ت به وقد شق صدره اخشیتما علیه الشیطان کلا واللّٰه

ترجمہ حضور ﷺ کے حمل میں رہنے اور آپ کی ولادت کے وقت روشن دلائل اس پر شاہد ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ مسلمان اور دین ابراہیمی پر تھیں اور پھر ان کا وقت ولادت اس نور کو دیکھنا جو ان سے ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو ایسے دیکھا جیسے انبیاء کی ماؤں نے حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں آپ کو لے گئے تو آپ کا سینہ چاک ہوا۔

گھر کی گواہی

نجدیوں وہابیوں غیر مقلدین کا ابن کثیر مسلم امام ہے وہ السیرت النبویہ ص ۱۷۷ میں لکھتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا طہارت نفس شرافت نسب عزت و وجاہت عفت اور پاکبازی میں بے مثال تھیں اور اپنی قوم میں سیدہ النساء کے لقب سے مشہور تھیں **وهی یومئذ سیده النساء قومها** یعنی اور یہ سیدہ آمنہ اپنی قوم میں تمام عورتوں کی سردار تھیں اور امام طبری نے فرمایا **وهی یومئذ افضل امراة من قرش** (ص ۱۷۴ ج ۱) قریش کی سب عورتوں سے زیادہ فضیلت اور محترم خاتون تھیں

وصال آمنہ دلیل ایمان

جب حضور سرور عالم ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو ام

ایمن کے ساتھ مدینہ پاک آپ کے دادے کے ننھیال خاندان بنو نجار کو ملنے گئیں تاکہ آپ کی ملاقات ان سے کرائیں کیوں کہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو خاندان نجار میں سے تھیں اس سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ رشتہ بہت دور کا تھا پھر اتنے دور کے رشتے داروں کی ملاقات کے لئے اتنا بڑا سفر کرنا سمجھ میں نہیں آتا بعض مورخین کا یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کو تشریف لے گئیں تھیں حضرت اسماء بنت ابی رھم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت آمنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھیں اس وقت حضرت محمد ﷺ کی عمر پانچ یا چھ سال تھی آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے آپ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ اشعار پڑھے

بارک اللّٰہ فیک من غلام
یابن الذی من حرمتہ الحمام
نجا بعون الملک العلام
فوبی غداۃ الضرب بالسھام
بمائتہ من ابل سوام
ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت مبعوث الی الانام
من عند نوی الجلال الاکرام
تبعث فی الحل و فی الحرام
تبعث فی التحقیق والاسلام
بین ابیک البر ابراھیم
فا للہ انھاک من الاصنام
ان لا توالیھا الی الاقوام

ترجمہ۔ اے بیٹے اللہ تعالی تجھے برکت دے تو اس کا بیٹا ہے جس نے موت کی سختی سے ملک العلام کی مدد سے نجات پائی تھی۔ جب کہ صبح کے وقت عبدالمطلب نے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے اس کے بھائیوں کے درمیان قرعہ ڈالا اور تمہارے باپ کا نام نکلا تھا تو فدا کیا گیا تھا ان کے عوض ایک سو قیمتی اونٹوں کو بیٹا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اگر وہ صحیح تھا تو پھر توں جن و انس کی طرح مبعوث ہوا ہے اللہ تعالی صاحب جلال اور صاحب اکرام کی طرف سے اور تو مبعوث ہوا ہے سرزمین حرام (مکہ مکرمہ) اور حلال (کل روح زمین) کی طرف اور توں مبعوث ہوا ہے حق و باطل کو ظاہر کرنے اور دین اسلام کو پھیلانے کے لئے وہ دین جو تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے وہ ابراہیم جو محسن اور مطیع تھے اور اللہ تعالی نے تجھ کو بتوں کی عبادت اور نصرت سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ مل کر بتوں کی تعظیم اور ان کے لئے ذبح وغیرہ کرے پھر فرمایا

کل حی میت وکل جدید بال و کل کبیر یفنی وانامیتته و نکری باق و قد ترکت خیرا ولدت طهرا ثم ماتت فکنا نسمع نوح الجن علیها فحفظنا من نالک

ترجمہ۔ ہر زندہ مرے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہو گی اور ہر بڑے سے بڑا بھی فنا ہو گا میں مرجاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا کیوں کہ میں نے خیر عظیم (رسول اللہ) کو چھوڑا ہے اور میں نے طیب طاہر کو جنا ہے پھر حضرت آمنہ نے وفات پائی تو ہم نے جنوں کا رونا نوحہ کرنا سنا اور جو کچھ کہتے تھے ان کو یاد رکھا۔ (مواہب ص ۳۳ ج ا مسالک الحفاص ۴۲ مدارج البنوت ابو نعیم خصائص کبری ص ۱۶۵ ج ۱)

مرثیہ جنات

بی بی آمنہ کے وصال پر جنات نے جو اشعار پڑھے وہ یہ ہیں

وکی الفتاة البرة الامینته

نات الجمال والعفت الرزينته
زوجته عبدالله والقرينته
ام نبی الله ذی السکینته
وصاحب المنبر بالمدینته
صارت لدی حفرتها رھینته

ترجمہ۔ ہم اس جوان عورت پر روتے ہیں جو محسنہ مطیع امینہ اور صاحب جمال و عفت اور صاحب وقار و عظمت تھی وہ عبداللہ کی زوجہ و ہم نشیں تھیں اور اللہ کے نبی (محمد ﷺ) کی والدہ اور صاحب صبر و ثبات و طمانیت تھیں اور اللہ کے اس نبی کی والدہ تھیں جو مدینہ میں صاحب منبر ہو گا اور وہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں۔

مشاہدہ و دلیل

نبی پاک ﷺ کی زندگی اقدس میں یہ واقعات مسلسل مشاہدہ میں آئے کہ جس شے کو آپ ﷺ کو ہاتھ لگایا یا وہ شے آپ سے مس کر گئی تو اسے دنیا کی آگ نہیں جلا سکتی بلکہ آپ کی معمولی سی نسبت کو بھی آگ نے مس نہ کیا مثلاً " نار حجاز پہاڑوں پتھروں درختوں وغیرہ کو کھاتی چلی آئی لیکن جونہی حرم نبوی تک پہونچی تو رک گئی حرم نبوی کا اتنا ادب کہ ایک لکڑی پڑی تھی جس کا ایک حصہ حرم کے اندر ایک حصہ باہر آگ نے باہر والا حصہ جلا دیا اور اندر والا حصہ سالم رہا تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ"

توحید کا مدعی ہوش کر

جس ذات اقدس ﷺ کی معمولی نسبت کا یہ حال ہے تو وہ ماں آمنہ جس کے شکم اطہر میں اس ذات نے ایک عرصہ قیام فرمایا اور کئی ماہ دودھ پیا اور گود اور چھاتی بلکہ تمام جسم کو مشرف فرمایا اس خوش قسمت کو تو دوزخ کا ایندھن بناتا ہے تیرے اس

تیدے پر حیف ہے۔

مرثیہ بر وفات عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابھی حضور سرور عالم ﷺ شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد بغرض تجارت ملک شام کو گئے واپسی کے وقت کھجوریں خریدنے کے لئے مدینہ میں اترے وہیں بیمار ہو گئے ۲۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے آپ کو دار نابغہ الجعدی (نابغہ بنو عدی بنی نجاد قبیلہ) میں دفن کیا گیا آپ کی وفات پر سیدہ آمنہ نے یہ اشعار کہے۔

عفا جانب البطحا من ابن هاشم
وجاور لحدا خارجا فی الغماغم
وعته المنايا بعوة فا جا بها
وما تركت فی الناس مثل ابن هاشم
عشيته راحوايحملون سريره
تعاوره اصاحبه فی التزاحم
فان يك غالته المنايا وريبها
وقد كان معطاء كثيرا التراجم

ترجمہ۔ بطحا کی زمین آل ہاشم (عبداللہ) سے خالی ہو گئی اور وہ کفن میں لپیٹے ہوئے اپنے اہل سے بہت دور قبریں چلے گئے ہیں۔

موت نے ان کو اچانک پکارا۔ اور انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ افسوس موت نے ابن ہاشم (عبداللہ) کی مثل لوگوں میں کوئی نہیں چھوڑا۔

ان کے دوست شام کے وقت ان کا جنازہ محبت اور پیار سے اٹھا کر چلے تو از راہ محبت وہ باری باری کندھا دینے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔

اگرچہ موت اور اس کے اسباب نے عبداللہ کو اچانک پکڑ لیا ہے (مگر ہم ان سے جدا ہو گئے) بلا شبہ وہ بہت زیادہ سخی اور بہت زیادہ مہربان و پیار کرنے والے تھے (طبقات ابن

سعد ص ۱۰۰ ج ۱)

حضرت امام زرقانی رحمتہ اللہ علیہ مذکورہ بالا اشعار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ کا یہ قول اس بات کی صریح دلیل ہے کہ وہ موحدہ تھیں چنانچہ انہوں نے دین ابراہیم اور اپنے فرزند کا اللہ کی طرف سے نبی بن کر مبعوث ہونا فرمایا ہے اور اس کے ساتھ آپ کو بتوں کی تعظیم اور عبادت اور ان کی دوستی سے روکا ہے یہی توحید ہے اور کوئی چیز توحید نہیں ہے کہ اللہ کی ذات اور اس کی الوہیت کا اعتراف و اقرار اور اس کے شریک کی نفی اور بتوں کی عبادت سے برات وغیرہ کی جائے عہد جاہلیت میں بعثت سے پہلے کفر سے بری ہونے اور صفت توحید کے ثبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے (زرقانی ص ۱۶۵ ج ۱)

برہان عظیم

اس زمانہ میں دین حق اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا تھا یہود و نصارا نے تورات و انجیل میں تغیر اور تبدل کر دیا تھا علماء بہت کم تھے اور وہ بھی دور دراز کے ملکوں میں رہتے تھے دین حق کی تبلیغ و اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے جہالت عام تھی اور آپ کے والدین کریمین کی عمریں بھی چھوٹی تھیں ان کو اتنا موقع ہی نہ ملا کہ وہ جستجو حق دین کی کریں لیکن رسول اللہ ﷺ کے معجزات ولادت و رضاعت نے ان کا یقین اتنا پختہ کر دیا تھا کہ رائی برابر بھی انہی دین حق کا شک نہ رہا اور معجزات ولادت کی بعض روایات صحاح کی ہیں یا صحاح کے برابر کی ہیں اور ایسی صحیح کہ جن میں مخالفین ضعف و وضع کا چکر چلانے سے عاجز ہیں۔

ایمان کی روشن دلیل

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہ کے اشعار میں ان کی فراست ایمانی اور پیشین گوئی نورانی قابل غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں میرا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا عرب و عجم کی

ہزاروں شہزادیاں بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا مگر اس پاک طیبہ طاہرہ مومنہ خاتون کے ذکر خیر سے مشارق و مغارب میں محافل مجالس انس و قدس میں زمین و آسمان گونج رہے ہیں اور تک گونجیں گے وللہ الحمد (شمول الاسلام

آخری مضبوط دلیل

جن دودھ پلانے والی بیبیوں کو حضور سرور ﷺ کے دودھ پینے کا شرف ملا سب کو اللہ تعالی نے دولت ایمان سے نوازا اس اعتبار سے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ وہ ان سب سے زیادہ اور وافر حصہ پائیں ہمارا یقین ہے کہ وہ ضرور پایا کہ آپ نے نہ صرف دودھ پلایا بلکہ چند ماہ نور کو اپنے شکم اطہر میں امانت رکھا مزید دلائل و حقائق فقیر کا رسالہ الدرہ میں دیکھیں

باب سوم احیاء آمنہ رضی اللہ عنہا

احیاء آمنہ رضی اللہ عنہا کا بھی نجدیوں کو انکار ہے اور اس مسئلہ میں احادیث مرویہ کو موضوع منگھڑت کہلایا یہ ان کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے سچ فرمایا امام اہلسنت اعلیحضرت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ عنہ نے

اف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

ان قسمت کے ماروں کو عیسی علی نبینا علیہم الصلواہ والسلام و دیگر بعض انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام بلکہ تقریبا" اولیائے امت کے احیاء پر ایمان ہے لیکن اپنے نبی علیہ السلام کے احیاء سے انکار

اصل بات یہ ہے کہ بجدیوں مولویوں کو ریال بے حال نے فرعون بنا دیا ہے کہ اب موجودہ دور کے علماء و مشائخ کو تو مشرک اور کافر کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں اور اسلاف صالحین میں سے سوائے ابن تیمیہ کے کسی کی نہیں مانتے ہالانکہ ابن تیمیہ کو اپنے دور کے ائمہ و علماء مشائخ نے خارجی قرار دیکر قید کر دیا بالاخر قید میں ہی مرا (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ابن تیمیہ اور علمائے ملت اب ہم جتنا ولائل دیں وہ یہ کہکر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جسے میں نہ مانوں کا مرض اس کا کیا علاج

اس کے باوجود فقیر ایمان آمنہ کے بعد ان کے احیاء کے ولائل قائم کرتا ہے نجدی وہابی نہ مانیں جائیں جہنم عوام اہلسنت کے عقیدہ میں تزلزل نہیں آئے گا بلکہ کچے ہیں تو پکے ہو جائیں گے پکے ہیں ان کے ایمان تازہ ہوں گے اور دلشاد

نوٹ۔ ولائل و براہین سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں احیاء الابوین کی احادیث موضوع بالکل نہیں ہاں بعض سندات کے اعتبار سے ایک ضعیف ضرور تھی لیکن فن حدیث کے قاعدہ پر کہ حدیث ضعیف کثرت طرق سے صحیح بن جاتی ہیں یہ بجدی وہابی اہلسنت کے دشمن ہیں اسی لئے انہوں نے محض ایک آدھ روایت ضعیفہ کو سامنے رکھ

کر انکار کرتے چلے جائیں گے بلکہ دھوکہ دیکر منکر روایت کو موضوع قرار دیکر چکر دیں گے۔

منکرین ایمان ابوین کو سزائیں

برادران اسلام یقین فرمائیے کہ

ائمہ متاخرین و مشائخ دین اور علمائے محدثین و فقہاء کرام و مفتیان اسلام رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اجماع علی ایمان ابوین ایسا مقبول ہوا جو بھی بعد کو اس کا منکر ہوا سزا پائی چند حکایات حاضر ہیں

۱۔ حضرت ملا علی قاوری رحمتہ اللہ الباری جو کفر کے موقف کو اختیار کرنے کے بعد گو ناگوں مصائب و آلام میں مبتلا ہو گئے سیدی علامہ حموی رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے بھی اپنے رسالہ مبارکہ میں بعض مصائب کا ذکر کیا ہے جو کہ ملا علی قادری کو آخری عمر میں پہونچے مثلاً" فقر اور مسکنت یہاں تک کہ اکثر دینی کتب بھی فروخت کر ڈالیں اسی طرح مشہور درسی کتاب حاشیہ شرح عقائد نبراس میں موجود ہے کہ ملا علی قادری کے استاد محترم علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمتہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ چھت سے گرے ہیں اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے ان کو کہا گیا کہ یہ رسول اللہ علیہ السلام کے والدین کریمین کی توہین کرنے کا تجھے بدلہ ملا ہے پس واقعتہ ملا علی قاری کا تو پاؤں ٹوٹ گیا تھا (نبراس ص ۵۲۶) تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب ابوین مصطفیٰ

۲۔ علامہ سید مصری رحمتہ اللہ تعالی علیہ حاشیہ درر میں لکھتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب شب بھر مسئلہ ابوین شریفین کی روایات کی تطیق میں غور و فکر و تدبر کرتے بیدار رہے کہ کسی طرح روایات میں معارضے میں کوئی صورت تطبیق پیدا ہو شب بیداری اور کثرت دماغ سوزی سے آپ پر غنودگی کی حالت طاری ہو گئی۔ مولوی صاحب مذکور عالم بیہوشی میں چراغ پر گر پڑے کچھ حصہ جسم کا جل گیا بوقت صبح کوئی فوجی افسران کو دعوت ضیافت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے دعوت قبول

کر لی وقت مقررہ کے لئے مولوی صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر داعی کے گھر کی جانب جا رہے تھے تو ایک سبزی فروش سے گزر ہوا اس نے اٹھ کر مولوی صاحب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور آہستگی سے یہ اشعار اس کے کان میں پڑھ کر سنائے

آمنت ان اباء النبی و امه
احیا هما الحی القیوم الباری
حتی شهد اله بالرسالته
صدق نالک الکرامته المختار
به حبیث و من یقول بفعفه
نهو الضعیف عن حقیقته العار

ترجمہ ۔ میں ایمان لایا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کے ابوین کریمین کو اللہ حی قادر نے زندہ کیا ان دونوں نے حضور سرور کونین ﷺ کی رسالت کی گواہی دی یہ حق سچ اور حضور ﷺ کی شرافت و بزرگی کی دلیل ہے اس بارہ میں حدیث مروی ہے جو اسے ضعیف کہتا ہے وہ خود ضعیف الاعتقاد ہے

۳ ۔ ایک محدث نے بدھ کے دن ناخن کٹوائے کسی نے کہا آپ حدیث کے خلاف کر رہے ہیں فرمایا وہ حدیث ضعیف ہے فورا" برص میں مبتلا ہو گئے کئی دن سخت روئے حضور ﷺ زیارت ہوئی فرمایا یہ حدیث ضعیف کہنے کی سزا ہے اس کے بعد ثابت ہوئے نسیم الریاض ملخصا" تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف بے ادب بے نصیب)

نجدی وہابی

انکو بھی سزا ملنی چاہئے لیکن انلی ہم ان کیدی متین اللہ تعالی فرماتا ہے میں مہلت دیتا ہوں لیکن میری تدبیر مضبوط ہے سزا کبھی نقد ملتی ہے کبھی دیر سے لیکن انہیں یہ سزا کچھ کم ہے کہ وہ بے ادب گستاخ اور بے باک ہیں ممکن ہے دجال کے لئے انہیں تیار کیا جا رہا ہو کہ جب وہ آئیگا تو مدینہ میں زلزلوں کیوجہ سے نکل کر دجال

کے پاس پہونچیں گے

احیائے آمنہ کی احادیث مبارکہ

عن عائشتہ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نزل الحجون کیبا حزینا فاقام بہا ما شاء اللہ عز و جل ثم رجع مسرور اقال سالت ربی فا حیالی امی فامنت بی ثم ربھا (راواہ الطبرانی فی الاوسط)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم نے بموقع حج الوداع کے حجوں قبرستان مکہ معظمہ میں نزول اجلال فرمایا درانحالیکہ حضور پر نور ﷺ بے حد غمگین و حزین تھے آپ نے کچھ عرصہ تک وہاں اقامت اختیار کی جس خداوند کریم کو منظور تھا پھر جناب رسالت ﷺ نہایت خوش و خرم میرے پاس تشریف لائے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نے اپنے پاک پروردگار سے سوال کیا اس نے اپنے فضل و کرم فرما میری والدہ ماجدہ کو زندہ کر دیا۔ اس نے میری نبوت و رسالت کی دعوت کو صدق دل سے تسلیم کر لیا پھر فوت ہو گئیں (مواہب لدینہ ص ۴۳ ثبت بالستہ ص ۱۴۷، التعظیم و المنتہ سیوطی ص ۴)

فائدہ

شارح مواہب لدنیہ امام زرقانی فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل حدیث شریف کو حضرت امام قرطبی اور طبری اور امام جلال الدین سیوطی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے امام حافظ الحدیث عمر بن محمد بن عثمان بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الناسخ و المنسوخ میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔

۲۔ قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فمر بی علی عقبتہ الحجون وھو باک حزین مغتم فبکیت بکاء ببکاء

ثم انه نزل فقال یا حمیرا استمسکی فاستندء ت الی جنب البعیر فمکث ملیا ثم عابالی هو فدح متبسم فقال ذهبت الی قبر امی فسالت ربی ان یحیہاناحیاہافامنت بی زرقانی علی المواہب ص ۶۶ ج ۱ زاد البیب ص ۲۳۷ زرقانی علی مواہب لدنیہ ص ۳۳ ج ۱ مصری ماثبت بالسنۃ)

بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا جب آپ نے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا کے گورستان پر گزر کیا اس وقت حضور پر نور تاجدار مدنی نے گریہ وزاری اور غمناکی حالت میں تھے میں خود جناب کی گریہ و زاری کو دیکھ کر رو پڑی حضور اپنی سواری سے نیچے اترے فرمایا اے عائشہ سواری کی باگ روک لے میں اپنی ناقہ کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی آپ وہاں کچھ مدت ٹھہر کر واپس تشریف آور ہوئے آپ بے حد خوش و خرم اور ہنس رہے تھے فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر گرامی پر گیا تھا میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا بار خدا میری والدہ گرامی کو از سر نو زندہ کر دے اللہ تعالیٰ نے میری دعا سے ان کو زندہ کر دیا اور اس نے میری دعوت کو قبول کر لیا۔

فائدہ

ان احادیث کو پڑھ اور سن کر مخالفین موضوع و ضعیف کا چکر چلا دیتے ہیں لیکن اسلام کا شیدائی ان کے چکر میں اس لئے نہیں آتا کہ اسے علم ہے کہ یہ جملہ امور ممکنات میں سے ہے بلکہ ایسے واقعات پہلے ہو چکے اور اولیاء کرام بھی اسطرح کے واقعات ہوئے تو پھر سب کے آقا اور امام حضرت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے انکار کیوں؟

۳۔ تفسیر روح البیان ص ۱۴۷ جلد ۱ بحوالہ تذکرہ امام قرطبی نے روایت کی ہے۔

ان عائشتہ رضی اللہ عنہا قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ثم انہ نزل فقال یا حمیرا (ای عائشتہ)

استمسکی (ای زمام الناقته) فاستندت الی جنب البعیر فمکث عنی طویلا ثم عاد الی وھو فرح اللہ فقال نھبت الی قبر امی آمنه نسالت اللہ ان یحیھا فاحیاھا فامنت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے میرے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا پھر حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حجوں (قبرستان مکہ) مظمہ پر نزول فرمایا کہا اے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مہار کو روک لے میں اپنی سواری کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مدت تک وہاں قیام کیا پھر نہایت خوش و خرم واپس تشریف لائے اور خوشی کی وجہ سے ہنس رہے تھی میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں اس خوشی کا کیا مطلب اور کیا سبب ہے فرمایا اے عائشہ میں اپنی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ خاتون کی قبر شریف پر گیا تھا اور میں نے رب العزت سے سوال کیایا بار خدایا میری والدہ محترمہ کو زندہ کر اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کو زندہ کر دیا تو آپ نے میری نبوت و رسالت کو تسلیم کر لیا پھر فوت ہو گئیں۔

۴۔ نشر العالمین للسیوطی اور حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے کتاب السابق واللاحق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وآله وسلم حجته الوباع فمر بی علی عقبته الحجون وھو باک حزین فبکیت ببکاء رسول صلی اللہ علیه وآله وسلم ثم نزل فقال یا حمیرا استمسکی فاستندت الی جنب البعیر فمکث عنی طویلا ثم انه عاد التی وھو فرح متبسم فقلت له بابی و امی یا رسول اللہ نزلت من عندی انت باک حزین فبکیت ببکائک ثم عدت الی وانت متبسم فمانانا یا رسول اللہ قال نھبت الی قبر امی نسالت اللہ ان یحیھا فاحیاھا آمنت بی ثم ربھاء

(زرقانی شرح مواہب الدنیہ ص ۱۷۰ج ۱)

ترجمہ۔ شارح صحاح ستہ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میرے ساتھ حج حجتہ الوداع ادا فرمایا جب گورستان مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا پر گزر کیا آپ بے حد غم ناک اور گرزیہ زاری میں مبتلا تھے مجھے خود آپ ﷺ کی حالت گریہ زاری کو دیکھ کر رونا آ گیا آپ اپنی سواری سے نیچے اتر پڑے فرمایا اے عائشہ صدیقہ اپنے اونٹ کی مہار روک لو میں اونٹ کو بٹھا کر اس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئیں آپ نے عرصہ دراز تک وہاں قیام فرمایا جب واپس لوٹے آپ نہایت خوش و خرم اور متبسم تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے والدین گرامی آپ پر قربان ہوں آپ میرے پاس سے غمناکی کی حالت میں تشریف لے گئے تھے میں آپ کے غم سے متاثر ہو کر رونے لگی اس خوشی کا کیا سبب ہے فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنے گیا تھا میں نے اللہ تعالی سے سوال کیا اے اللہ اس کو زندہ فرما دے وہ خدا کی قدرت کاملہ سے زندہ ہو گئیں وہ مجھ پر ایمان لا کر دوبارہ فوت ہو گئیں۔

فائدہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ الدرج الحنفیہ ص ۷ بعد ذکر حدیث ہذا رقمطراز ہیں کہ روائیت کیا اس حدیث کو خطیب البغدادی نے کتاب السابق و اللاحق اور محدث دار قطنی اور ابن عساکر نے غرائب امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اور امام محدث ابو حفص بن شاہین نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور محب طبری نے سیرت نبوی میں امام سہیلی نے روص الانف میں اور امام قرطبی نے تذکرہ میں اور ابن منیر اور فتح الدین الدمشقی نے اور دوسرے اہل علم حصرات نے جیسے صلاح الدین صفدی اور حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنے ابیات میں ذکر کیا ہے۔

وجعلوه ناسخا لما حالفه من الاحابيث ا لمتاخره ولم يبالو

الضعفه لان الحيث الضعيف يعمل فى الفضائل والمناقب

ترجمہ۔ اور اس حدیث کی دوسری تمام مخالف حدیثوں کے لئے ناسخ قرار دیا ہے اور اس بارے میں ضعف اسناد کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ جمہور علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک فصائل اور مناقب میں ضعیف احادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

فائدہ

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے صرف ایک درجن ائمہ و علماء و مشائخ کے اسمائے گرامی لکھے ہیں ہم انشاء اللہ تعالی درجنوں تصانیف ائمہ و علماء و مشائخ کے اسماء گرامی عرض کرسکتے ہیں تفسیر روح البیان ص ۲۷ ج ۱ میں امام الشیخ مولانا اسماعیل صاحب حقی رحمتہ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہی۔

ناكران النبى صلى اللّٰه عليه وآله وسلم بكى بكاء شديد اعند قبر امه وغرس شجرة يابسته قال ان اخضرت فهم وعلامته لامكان ايما نهما فاخضرت ثم خرجا من قبره ببركته بعاء النبى صلى اللّٰه عليه وآله وسلم واسلما وارتحلا

ترجمہ۔ مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر گرامی پر بے حد گریہ زاری کی اور ایک خشک درخت لے کر والدہ ماجدہ کی قبر کے نزدیک زمین میں گاڑھ دیا اور اپنے قلب گرامی میں گمان کیا اگر یہ درخت قدرت تبانی سے سرسبز و شاداب ہوگیا تو یہ میرے والدین شریفین کے قبول اسلام کی علامت ہوگی پھر وہ درخت خدا کی قدرت سے فورا ہرا بھرا ہوگیا اور حضور پر نور ﷺ کے والدین گرامی حضور پر نور ﷺ کی دعا سے زندہ ہوگئے اور دعوت اسلام حقانی کی قبول کرنے کے بعد وفات پاگئے۔

ازالہ توہمات

ان احادیث کو پڑھ سن کر منکرین خود تو توہمات کی زد میں ہیں دوسرے اہل اسلام کو بھی اوہام میں پھنسا دیتے ہیں حالانکہ انہیں اس سے انکار نہیں کہ بحیثیت معجزہ از

نبی کریم ﷺ اور بحیثیت قدرت قادر قدیر بعد از قیاس نہیں حضرت جلال الدین رومی قدسی سرہ نے فرمای

یفعل اللہ ما یشاء را خواندہ
پس چرا اندر تحیر ماندہ
آن دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست
نائب ست اووست اووست خداست
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ ۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا تو نے یہ آیت پڑھی ہے پھر تو حیران کیوں ہے شیخ کامل کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں وہ خدا کا نائب ہے اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اس کا قول اللہ تعالی کا قول ہے اگرچہ بظاہر بندہ خدا کے منہ سے نکلا ہے

فائدہ

حضرت امام سہیلی رحمتہ اللہ تعالی علیہ روض الانف میں بعد احیاء ابوین شریفین کے تحریر فرماتے ہیں

واللہ قابر علی کل شی لیس رحمتہ وقدرتہ تعجز من شئی و نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اھل بما یختص بما شاء اللہ من فضلہ و ینعم علیہ من نعمتہ

ترجمہ ۔ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت عامہ اور قدرت کاملہ کسی چیز کی محتاج نہیں اور رسول کریم ﷺ کی ذات عالی اس بات کی مستحق ہے کہ پروردگار عالم کی ذات گرامی اپنی خصوصی نعمتوں سے جو نعمت چاہے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائے کیوں کہ وہ قادر مطلق ہر ایک شئے کا خود مختار و مالک ہے

مخالفین کہا کرتے ہیں کہ نہ ہمیں قدرت قدیر سے انکار ہے اور نہ ہم معجزات کے منکر ہیں ہمیں اختلاف صرف اس لئے ہے ہ حدیث احیاء الابوین موضوع ہے چنانچہ رسائل اصول حدیث میں ہے

کہ بعض گفتہ اند کہ ایں حدیث نیست زیرا کہ ابن جوزی اور اور در موضوعات شمرد و فرمود کہ در سندوے احمد بن داؤد است وے متروک الحدیث و کذاب است ابن حبان گفتہ کہ وضع میکرد حدیث را

بعض علماء کرام نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیوں کہ اس سند میں احمد بن داؤد راوی جو متروک الحدیث ہے اور کاذب ہے ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

ازالہ

سید احمد حموی شارح الاشباہ و النظائر ص ۴۵۳ لکھتے ہیں۔

فان قلت الیس الحدیث الذی ورد فی احیاهما موضوعا قلت زعمه بعض الناس الا ان الصواب انه ضعیف ولقد قال الحافظ ناصر الدین الدمشقی حیث قال فیه

حبا الله النبی مزید فضل
علی فضل فکان به رؤفا
فاحیا امه وکذا اباه
لایمان به فضلا طلیفا
مسلم فا لا له به قدیرا
وانکان الحدیث به ضعیفا

ترجمہ ۔ اگر تو یہ بات کہے کہ حدیث احیاء ابوین شریفین کی موضوع ہے سید احمد حموی رحمتہ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں یہ صرف بعض بے شرم اور نا فہم لوگوں کا اپنا وہم و گمان ہے کیونکہ قابل

قبول و اقرب الی الصواب یہ بات ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ہرگز موضوع نہیں ہے دیکھو حافظ امام ناصرالدین دمشقی نے کیا خوب کہا کہ اللہ تعالی کی ذات عالی کا حضور پر نور کی ذات گرامی سے محبت و پیار کرنا آپکی فضیلت اور نہایت بزرگی کی روشن دلیل ہے اللہ تعالی رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر بے حد مہربان ہے اس نے تاجدار مدنی کے والدین گرامی کو حصول دولت ایمان و ایقان کے لئے از سرنو دوبارہ زندہ کیا یہ بڑی بھاری بزرگی کی نشانی ہے تو اس بات کو (یعنی احیاء ابوین اور قبول اسلام کو) صدق دل سے مان لے کہ اللہ تعالی اس بات پر قادر ہے اگرچہ اس بارے میں حدیث ضعیف مروی ہے۔

یہ ابیات نص قوی ہے کہ حدیث شریف ضعیف ہوگی ہرگز موضوع نہیں حدیث ضعیف حجت اور قابل استدلال تصور ہوگی چنانچہ اصول حدیث میں یہ قاعدہ مشہور ہے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

حضرت جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالی علیہ مقالہ سندص ۵ میں تحریر فرماتے ہیں

وکان مما نسب من المعجزات والوالخصائص الیہ احیاهما حتی امنا بہ ابویہ وما زال اھل العلم والحدیث فی القدیم والحدیث یرون ھذا الخبر ویسرون بہ وینشرون ویجعلونہ فی عدابالخصائص والمعجزات ویدخلونہ فی المناقب والکرامات ویربون ان ضعف الاسناب فی ھذا المقام معفون و یراب ما ضعف فی الفضائل والمناقب معتبر

ترجمہ ۔ اور جو چیز معجزات اور خصائص سے رسول کریم ﷺ کی طرف منسوب کی جاتی ہے ان میں سے احیاء ابوین شریفین اور ان کے قبول اسلام کا واقعہ ہے ہمیشہ اہل علم حضرات اور محدثین کرام رحمتہ اللہ تعالی علیہم اجمعین گروہ بیچ زمان گذشتہ اور عہد حاضرہ کے اس حدیث شریف کی روایت کرتے چلے آئے ہیں اور اس بات کے اظہار

سے خوش ہوتے ہیں اور عوام الناس کے درمیان اس کی تشہیر کرتے ہیں اور ہر گز اس کو مخفی نہیں کرتے اور اس بات کو حضور ﷺ کے خصائص اور معجزات سے شمار کرتے ہیں اور آپ کے مناقب اور فضائل میں درج کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اس بارہ میں سند کا ضعیف ہونا معاف ہے کیونکہ فضائل اور خصائص نبوی میں ضعیف احادیث سے احتجاج کرنا اور جمہور محدثین کے نزدیک معتبر اور قابل اعتماد ہے۔

شیخ محقق رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اشعتہ اللمعات شرح مشکوہ فارسی جلد اول ص ۷۱۸ پر لکھتے ہیں۔

حدیث احیاء والدین اگرچہ درقدر خود ضعیف است و لیکن تصحیح و تحسین کروندہ اند بعدو طرق۔

ترجمہ۔ یعنی حدیث شریف احیاء ابوین شریفین کی اگرچہ بہ لحاظ اسناد ضعیف ہے لیکن علماء کرام رحمتہ اللہ علیھم نے اس کو بواسطہ تعدد و طریق (طرق) حدیث کے صحیح اور احسن تصور کیا ہے۔

ایک اور حوالہ

زاد اللبیب ص ۲۳۶ میں ہے۔

وحدیث الاحیاء ان کان فی حد ناته ضعیفا لکنه صححه بعضهم لبلوغه برجته الصحته و متعدد طرقه وهنا العلم کان مستورا من المتقمین فکشفه علی المتاخرین والله یختص برحمته من یشاء

ترجمہ۔ حدیث احیاء ابوین شریفین اگرچہ سندا ضعیف درجہ کی ہے لیکن علماء نے اس کو صحیح تصور کیا ہے بوجہ پہونچنے درجہ صحت تک اور بواسطہ تعدد طرق حدیث کے گویا

یہ علم متقدین پر پوشیدہ رہا کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل کرم سے علماء متاخرین پر اس راز مخفی کو کھول دیا یہ سب اللہ تعالی کا محض فضل و کرم ہے اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے محفوظ کرتا ہے۔

امام شامی نے فرمایا

رد المختار شرح در مختار مطبوعہ مصر ص ۲۹۸ ج ا میں علامہ زمان فقیہ دوران مولانا ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الاتری ان نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد اکرم اللہ تعالی بحیاہ ابویہ لہ حتی آمنا بہ کما فی الحدیث صحح القرطبی وابن ناصر الدین الدمشقی فانفعنا با لایمان بعد الموت علی خلاف القاعدہ اکراما نبیہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصح ان للہ تعالی رد علیہ الشمس بعد مغیبھا حتی صلی علی کرم اللہ تعالی وجھہ العصر فکما اکرم بعود الشمس والوقت بعد وفاتہ فکذالک اکرم بعود الحیات و الوقت الایمان بعد وفاتہ۔

ترجمہ۔ کیا تو اس بات کو نہیں جانتا کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالی نے یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ آپ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے صحیح تسلیم کیا اس کو امام قرطبی اور ابن ناصرالدین دمشقی نے بس ان کا مرنے کے بعد دولت ایمان سے مشرف اور فائدہ مند ہونا بخلاف قواعد شرعی کے آں حضرت ﷺ کی فضیلت اور کرامت کی نہایت زبردست دلیل ہے اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالی نے حضور پر نور کی دعا سے بمقام خیبر خورشید عالم مہتاب کو بعد غروب ہونے کے الٹا پھیرا تھا یہاں تک کہ سیدنا و مرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی نماز عصر ادا کی جس طرح اللہ تعالی نے ان کو اعادہ خورشید و تجدید وقت نماز سے بعد قضاء ہونے نماز کے ادائیگی نماز کی کرامت عطا کی

تھی اس طرح اللہ نے ان حضور پر نور ﷺ کے ابوین شریفین کو زندہ کیا اور قبول ایمان کی کرامت عطا کی ہے۔

فوائد

ا۔ مذکورہ بالا بیانات سے صاف عیاں ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے والدین گرامی کا ان کی وفات شریف کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل حق بات ہے جو حدیث سے ثابت ہے یہ فضیلت اور کرامت حضور پر نور کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی کہ بخلاف قواعد شرعیہ کسی کو بعد از وفات زندہ کر کے دولت ایمان سے مشرف کیا ہو فقط یہ منصب جلیلہ اور فصیلت عظمی محض ہمارے آقا نامدار سید عالی وقار حبیب خدا ﷺ کو عطا کی گئی ہے اور یہ صرف اور صرف رسول اکرم حبیب معظم ﷺ کا بے شمار خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے اور معجزات میں سے ایک معجزہ حضور پاک ﷺ کے خصائص اور معجزات کا انکار محرومی اور بد قسمتی اور بد بختی کی نشانی ہے۔

فائدہ

ابوین شریفین کی حدیث عند العلماء بالکل صحیح قابل قبول ہے جس کی تصدیق و تصحیح جلیل القدر امام قرطبی اور ابن ناصر الدین دمشقی محدث نے کی ہے جیسا کہ ہم نے ائمہ حدیث کی تصریحات عرض کر دی ہیں۔

اگرچہ حضور سرور عالم ﷺ کی دعا سے آپ کے ابوین کو ہر طرح کے مراتب و مناقب عطا ہو سکتے تھے کیونکہ مانگنے والا محبوب اور دینے والا محب لیکن اللہ تعالی چاہتا تھا کہ اس کے محبوب ﷺ کے بیک وقت کئی معجزات کا ظہور ہو اس کی نظیر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے کیونکہ خود سورج سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آپ کی بالکل وقتی طور پر صحیح ادا ہوئی ورنہ بصورت عدم قبول کے آپ قضا کر سکتے تھی جیسے نبی پاک ﷺ نے لیلۃ التعریس میں اپنی نماز فجر قضاء کی تھی جب سورج کا واپس آنا بالکل حق بات ہے تو اس لحاظ سے والدین کریمین کا بعد از

وفات زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل صحیح ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے پر قادر ہے۔

توہم

فقہاء کرام کا مسلم قاعدہ ہے کہ **من مات کافرا لا ینفعه الا یمان بعد الرجته بل لو امن عند المعائنته لم ینفعه فکیف بعد الاعابه**

ترجمہ۔ جو شخص کفر کی حالت میں فوت ہو گیا پھر اس کو دنیا میں لانا اور ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ اگر کوئی شخص نزدیک معائنہ کرنے عذاب اخروی کے ایمان قبول کرے جس کو ایمان باس کہتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا تو پھر بعد وفات ثانی کے کیونکر قبول اور فائدہ مند ہو گا۔

ازالہ

مواہب الدنیہ ص ۳۳ مطبوعہ مصری ج ا، زرقانی ج ا، مطبوعہ مصری ص ۱۷۰،

قوله من مات کافرا" الہ کلام مربوب بما روی فی الخبر ان الله تعالی ربالشمسه علی نبیه صلی الله علیه وآله وسلم بعد مغیبها نکره الطحاوی وقال انه حدیث ثابت فلولا لم یکن رجوا الشمس نافعا وانه لا یتجبب به الوقت لما ربها علیه فکنایکون احیاء ابوی النبی صلی الله علیه وآله وسلم نافعا لا یمانهما و تصدیقهما با لنبی صلی الله علیه وآله وسلم

ترجمہ۔ امام قرطبی نے کہا ہے قول قائل کہ من مات لم ۔لنفعہ الایمان کلام مردود ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ پر سورج غروب ہونے کے بعد واپس پھیرا تھا روایت کیا اس کو امام طحاوی رحمتہ اللہ علیہ نے معانی الاثار میں اور کہا یہ حدیث شریف بالکل قابل اعتماد ہے اگر سورج واپس سے تجدید وقت نماز عصر کا صحیح ہونا نہ تھا تو پھر اعادہ آفتاب کی دعا کرنا عبث اور اعادہ آفتاب کی کیا حاجت تھی۔

آپ نماز قضاء پڑھ سکتے تھے اسی طرح نبی پاک ﷺ کے والدین گرامی کا زندہ ہونا اور ایمان لانا صحیح تصور ہو گا جو آپ پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق نبوت اور رسالت کے لئے فائدہ مند ہو گا۔

آخری گذارش

ہم میں بوجہ اختصار چند احادیث عبارات پر اکتفا کیا ہے ورنہ سینکڑوں علماء کرام کی تصریحات ہمارے پیش نظر ہیں لیکن یہ انہیں مفید ہیں جو اسلاف صالحین کی حقانیت کے قائل ہیں جو سرے سے انہیں مشرک و کافر کہتے ہوں ان کے لئے بے سود بالخصوص نجدی وہابی وہ تو سوائے اپنے گروہ کے باقی تمام امت کو کافر و مشرک اور گمراہ گردانتا ہے انہیں ان کے علاوہ جتنا عبارات بلکہ احادیث بھی دکھائیں تب بھی وہ نہیں مانیں گے ہم ان کے منوانے کے ذمہ دار نہیں ہاں دلائل و براہین سے سمجھانے کے ذمہ دار ہیں وہ گذشتہ اوراق میں ہم نے کر دکھلایا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

ہر گمراہ فرقہ خود کو گمراہی سے بچانے کے لیے خوب ہاتھ پاؤں مارتا ہے نجدی وہابی ان سب سے دو قدم آگے ہے الحمد اللہ ہم نے احادیث مبارکہ کے علاوہ اسلاف صالحین جمہور کاملین کے اقوال پیش کئے ہیں وہ احادیث کو ضعیف کہ کر ٹالتے ہیں اسلاف کے لئے کہتے ہیں کہ ہم انہیں نہیں مانتے ہم اس گمراہ گراوہ کو کہتے ہیں کہ ایک حدیث لاؤ جس میں صاف لکھا ہو کہ سیدہ آمنہ کافرہ تھیں (معاذ اللہ) یا اسلاف میں جمہور کی عبارت لائیں لیکن ہو تو لائیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا...... کے طور ایک مبہم حدیث لائے ہیں جس میں سیدہ آمنہ کے صریح کفر کا ایک لفظ بھی نہیں حالانکہ کفر و شرک کے لئے صریح الفاظ ضروری ہیں اور وہ جو حدیث پیش کرتے ہیں وہ بھی ان کے اپنے دل کی بھڑاس ہے ورنہ اسلاف کے نزدیک

اس کا مطلب کچھ اور ہے۔ اب لیجئے وہ حدیث اور اس کا جواب۔

سوال

ابو داؤد کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت چاہی اور آپ کو اجازت نہ دی گئی اور مسلم شریف میں ہے کہ

استانفت ربی لا ستغفر لا می فلم یانن لی

جواب ا

طلب استغفار کی روایت پہلے ہیں اور احیائے ابوین کی روایات بعد کو اس معنی پر طلب استغفار کے اذن کی روایات منسوخ ہو گئیں اس کی تفصیل الکامنہ میں ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

واما ما روی عنه فلم یونن لی فی الشفاعته فهو متقدم علی احیاهما لانه کان فی جحته الوباع فمن الجائیزان تکون هناالدرجته حصلت له علیه الصلواه والسلام بعد ان لم تکن ط (روح البیان ص ١٤٠٧ جلدا)

ترجمہ۔ جو نبی ﷺ سے مروی ہے کہ مجھے شفاعت طلب کرنے کی اجازت نہ ملی یہ روایت واقعہ احیاء سے پہلے کی ہے کیونکہ ان کے احیاء کا واقعہ حج الوداع میں ظہور پذیر ہوا ہے اور یہ بات بالکل ممکن الوقوع اور جائز ہے کہ یہ کرامت احیاء ابوین گرامی کی حضور ﷺ کو ان روایات مخالف کے بعد میں حاصل ہوئی ہو یہی بات قابل اعتماد ہے۔

٢۔ علامہ سید احمد حموی شرح الاشباہ والنظائر ص ٤٥٣ صاحب روح البیان کے قول کی تائید کرتے ہیں۔

ونكر بعض اهل العلم فی الجمع ما حا صله ان من الجائز ان تكون مناه الدرجته حصلت له صض بعد ان لم تكن وان يكون الاحياء والايمان متاخر

ترجمہ ۔ بعض اہل علم نے تطبیق روایات یوں ذکر کی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کرامت نبی کریم ﷺ کو بعد میں حاصل ہوئی ہو پہلے حاصل نہ ہو یہ کہ ابوین شریفین کا زندہ ہونا اور ایمان لانا مخالف احادیث سے بعد کا واقعہ ہو تو اس صورت میں کوئی تعارض باقی نہ رہا پھر ان کا احیاء ایمان صاف ثابت ہو گیا۔

۳۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ مسالک الحفاء فی والد المصطفیٰ ص ۵۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال القرطبی رحمه الله علیه تعارض بین الحديث نهى عن الاستغفار ان حديث الاحياء متاخرا عن الاستغفار لهما بدليل حديث عائشه رضى الله عنها ان ذالک كان فی حجته الوباع ولذالک جعله ابن شاهين ناسخا لما نكر من الا خبار۔

ترجمہ۔ امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ احادیث احیاء ابوین شریفین اور استغفار سے منع کرنے کے درمیان کوئی تعارض نہیں حضرت عائشہ والی حدیث دلیل ہے کیونکہ احیاء ابوین کا واقعہ زمانہ حج الوداع کے درمیان گزرا ہے اس لئے ابن شاہین محدث نے حدیث احیاء کو کتاب الناسخ والمنسوخ میں دوسری احادیث کے لئے ناسخ قرار دیا ہے اور یہی بات اقرب الی الصواب اور قابل اعتماد ہے۔

۴۔ حافظ فتح الدین ابن سید الناس رحمتہ اللہ علیہ نے سیرت میں حدیث احیاء کو حدیث نہی عن الاستغفار سے موخر ذکر کیا ہے۔

فرماتے ہیں بعض اہل علم حضرات نے درمیان تطبیق دینے احادیث کے ذکر کیا ہے جس کا ماحاصل یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ دائم الاوقات حصول مقامات سیہ اور درجات

رفیعہ کے حصول کے ترقی کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور کے روح مطہر و مقدس کو قبض کیا اور ان کو ان فضائل اور خصائص سے اپنے قریب کیا جو خدا کو منظور تھا یہ بالکل ممکن اور جائز ہے یہ درجہ حضور پر نور کو بعد میں حاصل ہوا ہو پہلے نہ تھا یہ کہ احیاء ابوین شریف اور قبول اسلام ان تمام مخالف احادیث کے بعد کا واقعہ ہے اس صورت میں احادیث میں کوئی تعارض باقی نہ رہا۔

۵۔ زرقانی جلد اول مصری ص ۱۷۶ میں ہے کہ معارض احادیث کا یہ جواب ممکن ہے کہ ابوین شریفین پہلے ہی موحد اور خدا پرست تھے مگر ان کو کما حقہ علم دار آخرت کا حاصل نہ تھا چونکہ آخرت پر ایمان لانا دین حقانی کے اصولی چیزوں سے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا تاکہ دار آخرت اور تمام احکام شرعی پر کامل طور پر ایمان لائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حجتہ الوداع کے زمانہ تک ان کے زندہ کرنے میں تاخیر کی یہاں تک کہ دین اسلام مکمل ہو گیا اور یہ آیات نازل ہوئی آج کے دن کامل کیا میں نے تمہارا دین اور پوری کر دی ہم نے تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا تمہارے لئے اسلام حقانی کو دین پھر ان کو زندہ کیا گیا تاکہ تمام امور دینی اور احکام شرعی پر مکمل طور پر ایمان لائیں اور درجہ امتی حاصل کریں۔

یہ جواب نہایت پسندیدہ اور مقبول عام علماء کرام کا ہے اور یہ بات بالکل صحیح اور قابل اعتماد ہے اور ان کے ایمان پر استدلال کے لائق ہے۔

جواب ۲

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا اپنی والدہ کے استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث کا جواب یوں ہو گا کہ ممکن ہے اس میں مسلسل پیوستگی کی ایسی ممانعت ہو جیسے کہ شروع اسلام میں اس شخص کی نماز جنازہ ممنوع تھی جس پر قرض ہو باوجودیکہ وہ مسلمان ہو پھر یہ کہ اس کا بھی امکان ہے کہ یہ ممانعت دیگر کافروں کی ضمن کی بناء پر ہوئی ہو اس وجہ سے ان

کے لئے بھی استغفار کرنے سے روک دیا گیا ہو (مسالک الحنفاء)

مزید توضیح

ابتدائے اسلام میں بعض امور کے لئے ممانعت ہو جاتی بعد مرور زمانہ اس کی عام اجاز تہو جاتی تھی اس کی مثالیں اور پر مذکور ہوئیں اس وقت استغفار کی ممانعت والدہ کے کفر کی وجہ سے نہ تھی بلکہ ان اہل اسلام کی تعلیم مطلوب تھی جو اپنے کافر والدین کے استغفار کے خواہاں تھے اگر آپ ان کے لئے استغفار فرماتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ بخشے نہ جاتے کیونکہ نبی پاک ﷺ کی دعا مسترد نہیں ہوتی اور یہ حکمت خداوندی کے خلاف تھا اور نبی پاک ﷺ حکمت خداوندی کے خلاف نہیں کرتے اور نبی پاک ﷺ اہل اسلام کا دل رنجیدہ کرنا بھی نہیں چاہتے تھے اس لئے مصلحۃ ان کو ایسے فرمایا پھر جب اسلام کے امور راسخ ہو گئے تو پھر والدین کریمین کو زندہ فرما کر مرتبہ صحابیت عطا فرمایا۔ مزید سوالات و جوابات کے لئے فقیر کی کتاب ابوین مصطفیٰ کا مطالعہ فرمائیں۔

ہمارا سوال

شریعہ مصطفویہ جستہ جستہ مرتب ہوئی ہے عدم استغفار کے بعد اسی روایت مسلم میں ہے **واستاننته ان ازور قبر ہا وانن لی** (کتاب الجنائز مسلم شریف) میں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ میں اس کی قبر کی زیارت کرتا رہوں اس کی مجھے اجازت دے دی اس سے ہمارا سوال ہے اگر سیدہ آمنہ کافرہ تھیں (معاذ اللہ) تو ان کی قبر کی زیارت کی اجازت کے کیا معنی جبکہ کفار کی قبر پر جانے سے قرآن مجید میں صریح ممنوع ہے لا تقم علی قبرہ پ ۱۱ کافر کی قبر پر کھڑے نہ ہو اس سے ثابت ہوا کہ سیدہ آمنہ کے لئے استغفار کی ممانعت مبنی بہ حکمت تھی اور وہ فقیر پہلے عرض کر چکا ہے ہمارے جوابات سے نجدی وہابی کا دعوی غلط ہو گیا کیونکہ حدیث مذکور محمل المعانی ہے اور علم مناظرہ کا قاعدہ ہے اذاجاء الاحتمال .بطل الاستدلال جب ان کی یہ حدیث قابل

استدلال نہیں تو چاہیے کوئی صحیح دلیل لائیں

خلاصتہ البحث

نجدی وہابی ٹولہ کے پاس اس مسئلہ میں منع الاستغفار کے سوا کوئی دلیل نہیں منع الاستغفار ایک وقتی بات تھی جیسے حضور سرور عالم ﷺ کی شریعت کا قاعدہ ہے کہ ایک وقت تک کسی مسئلہ کی رکاوٹ ہوتی ہے اس کے بعد اجازت عام ہو جاتی ہے علاوہ منع استغفار تھی اس سے سیدہ آمنہ کا کفر ثابت نہیں ہوتا

نیز ہم نے منع استغفار کے بالمقابل احادیث احیاء ناسخ و ثابت کر دکھلائی جیسے جمہور نے دعوی کیا ہے اب اگر ایک نجدی اور اس کے چند چیلے نہ مانیں تو اس سے اسلام کے اصول میں فرق نہیں آتا فلہذا اہل اسلام کو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان پر پورا یقین ہے الحمد للہ علی ذلک

تتمہ

پیغام حضور ﷺ برائے اعدائے قبور

ان فرعون و شداد مزاجوں کو فقیر نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ سیدہ آمنہ کا مزار یقیناً" ابواء میں ہے اور سیدہ آمنہ مومنہ کاملہ بلکہ ولیہ ہیں ان کا مزار دوسرے مزار اولیاء کرام کی طرح مشائر اللہ میں داخل ہے ومن یعظم شعائر اللہ فانہامن تقوی القلوب۔ پ ۱۷ الحج ۳۲ ترجمہ بات یہ ہے اور جو اللہ تعالی کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری ہے (کنزایمان) ان غریبوں کے تو ایمان کی جڑ کٹ چکی ہے انہیں تقوائے قلوب کیا نصیب ہو گا اولیائے کاملین کے مزارات تو بڑی بات ہے ہمارے علماء و کرام کو تو عام قبور کی بے حرمتی بھی ناگوار ہے چنانچہ علامہ ابن الہمام حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ

الاتفاق علی حرمتہ مسلم میتتہ کحرمتہ میتا ترجمہ یہ امر متفق

علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت زندہ جیسی ہے لیکن نجدی وہابی مسلمانوں کے اس اتفاق و اجماع سے محروم ہیں کیونکہ وہ تو معتزلہ کے قواعد پر عقیدہ رکھتا ہے کہ مردہ مر کر مٹی میں مل گیا اس کے بعد کاہے کا احترام انہیں لوگوں کے لیے یہ مقولہ مشہور ہے

مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود

احادیث مبارکہ

۱۔ حدیث شریف میں ہے

المیت یونیه فی قبره ما یوزیته فی بیته

مردہ کو وہی چیز تکلیف پہنچاتی ہے جو اس کے گھر میں تکلیف دیتی تھی

۲۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ روایت فرماتے ہیں

اذی المومن فی موه کا ناه فی حیاته

مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ایسا ہی ہے جیسا اسے زندگی میں اذیت دینا

۳۔ مسلم شریف مین حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

کان یجلس احد کم علی جهره فتحرق یثابه فتخلص الی جلده خیر له من ان یجلس علی قبر

ترجمہ ۔ یہ بات کہ تم میں سے کوئی آگ پر بیٹھے اور اس کے کپڑے کھال تک جلا دے اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے یعنی قبر پر بیٹھنا اس عمل سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

ابو داؤد و ابن ماجہ بہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتے ہیں کہ مردوں کی ہڈیوں کو توڑنا اسے تکلیف دینا مثل زندہ کی ہڈیوں کے توڑنے کے ہے۔

فوائد

ان روایات کی موجودگی میں نتیجہ یہی ہے کہ صحابہ کرام صحابیات رضوان اللہ

اجمعین کے آثار کے نقوش مٹانا سخت ظلم ہے اور سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کو مسمار کرنا (جن کی زیارت کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ و سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے)

کتنا عظیم ظلم ہے لیکن افسوس کہ نجدی کو نہ کسی سے کوف ہے نہ خطرہ اسے صرف خوف ہے تو امریکہ سے وہ صرف اشارہ بھی کر دے تو اس کا ہر حکم فرض عین کی طرح ہے اور اسلامی حکومتیں تو اس کی نظر میں پر مگس کے برابر بھی نہیں اب ہم مطالبہ کریں تو کس سے اور کہیں تو کس سے۔ (فالی اللہ المشتکی وھو المستعان)

دور صحابہ و تابعین کا ایک واقعہ

وفاء الوفا میں ہے کہ ولید بن عبدالملک نے جب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات خریدے تو عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا کہ انہیں گرا کر مسجد نبوی کی توسیع کرو جس دن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حجرات کو گرانے کا حکم دیا تو مدینہ پاک میں کہرام تھا اور اس دن سے زیادہ گریہ کناں لوگ کبھی نہیں دکھائی دیۓ پھر عمر بن عبدالعزیز نے عمارت مزار رسول ﷺ کو دوسرے طریقہ سے بنایا۔

درس عبرت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حجرات مقدسہ توہین کی غرض سے نہیں گرائے بلکہ تعمیر کے ارادے سے گرائے تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم میں کہرام مچ گیا یہاں تو ام النبی ﷺ کی ذات اقدس کی توہین ہے اگر آج صحابہ و تابعین زندہ ہوتے تو قبر آمنہ کے گرانے پر پھر جسد آمنہ کی توہین پر ان کا کیا رد عمل ہوتا لیکن درد کی داستان وہ سنتا ہے جس میں غیرت ایمانی ہو جب غیرت ہی اٹھ گئی تو اب کیا کوئی کسے کہے۔

ھذا آخر ما رقمہ قلم الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ یکم محرم ۱۴۲۰ھ بہاول پور پاکستان

۴۸۶

واحسرتا! حضرت سرورِ کونین[1] کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ ام المومنین[2] کے روضۂ اقدس کی مسماری و نابودی

○

آمنہ مائی کا ہے ڈھایا گیا اقدس مزار — ملّتِ بیضا کے سینے ہو رہے ہیں پُر شرار
آہ حکامِ عرب سے ہونا یہ ظلم و ستم — کوئی خوف اللہ سے اُن کو نہ آیا زینہار
دُکھ تشکوں سے مسلمانوں کو از بس رنج و غم — چشم دل ہر فردِ مومن کی ہوئی ہے زار زار
زوجِ حضرت مصطفیٰ[1] پر ہے گراں یاری ہوئی — خشت تا مسمار کرنا مائی کا اقدس مزار
کچھ نہیں معلوم کیا تنبیہ و تنبیہ اُن کو ہوئی — ڈھاتے رہتے ہیں کہ جو اسلاف کے اقدس مزار
حکمرانانِ عرب کی آہ اُف! سفاکیاں — کر دئے ہیں سینے یکسر مثل لالہ داغدار

ہے مکافاتِ عمل بیچین! قانونِ الٰہ!!
منتظر پاداش کے ہوں حاکمانِ آں دیار!!

بیچین رجپوری (بدایونی)

[1] صلی اللہ علیہ وسلم [2] رضی اللہ عنہا

نظم ہذا ۱۴ جون سنہ ۱۹۹۹ء کہی گئی

یارب العلمین
جل جلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا رحمۃ للعلمین
صلی اللہ علیہ وسلم

مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف

تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین حوالہ نمبر ________ تاریخ ۱۱-۵-۹۶

امر واقعی یہ ہے کہ میں سید محمد محفوظ مشہدی امسال ۱۵ ذوالحج کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف پر حاضری دینے کیلیے
ابوا شریف کے مقام پر حاضر ہوا۔ میرے ساتھ عبدالمجید جلالی (راولپنڈی)
محمد زبیر (راولپنڈی) اور حافظ محمد ہاشم بھی تھے۔ ہم عصر کے وقت مسطورہ پہنچے تو
ہمیں لوگوں نے بتایا کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کی بیحرمتی کی گئی ہے اور
اب وہاں حاضری پر پابندی ہے ہم نے کہا ہم ضرور جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر جانا
ہے تو پھر نماز مغرب کے بعد جاؤ۔ ہم نماز مغرب کے بعد جب ابوا شریف پہنچے
تو میرے ساتھ جو دو تھے وہ اگرچہ یہاں متعدد بار حاضری دے چکے تھے۔ لیکن انہیں
بھی اب یہ مقام پہچاننے میں کافی دقت پیش آرہی تھی اسلیے کہ وہ پہاڑی جس پر قبر شریف تھی
وہ تقریباً چھ فٹ تک کاٹ دی گئی تھی۔ اور ایک طرف مصنوعی ٹیلہ سا بنا دیا گیا ہے
تاکہ لوگوں پر محل وقوع لوگوں پر مزید مشتبہ ہو جائے اس سب صورت حال کو دیکھ کر قبر شریف
کی شدید بیحرمتی پر بڑا افسوس ہوا۔ مجھے حجاز شریف میں متعدد لوگوں نے عوام و علما نے بھی
اس اندوہناک واقعہ کی خبر دی۔ سید محمد محفوظ مشہدی

مہتمم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ (رجسٹرڈ)
بھکھی شریف تحصیل و ضلع منڈی بہاؤالدین

جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف
منڈی بہاء الدین